تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطی میں

معاشرتي اور اقتصادي حالات

علامہ عبداللہ یوسف علي سي - دي - اي، ایم - اے، ایل ایل - ایم

کی تقریریں جو ۲ - ۳ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۸ع کو ھندوستاني اکاڈیمي الہ‌آباد
کے سامنے کي گئیں

انڈین پریس لمیٹڈ الہ‌آباد

۱۹۲۸

Printed by K. Mittra, at The Indian Press,
Ltd., Allahabad.

تعارف

صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں ہندوستانی اکاڈیمی کا قیام اس غرض سے ہوا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہندی اور اُردو زبانوں کے ادبوں کی ترقی ہو - اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے ذرائع ہیں - جن میں سے ایک یہہ ہے کہ ہندوستانی عالموں کو اُردو اور ہندی زبانوں میں علمی مضامین پر لکچر دینے کی دعوت دی جائے اور ان کے لکچروں کو شائع کیا جائے - چنانچہ اس سلسلہ میں اکاڈیمی نے مسٹر عبداللہ یوسف علی ایم - اے' ایل - ایل - ایم' سی - بی - ای کو "تاریخ ہند کے از منہ وسطی میں معاشرتی اور اقتصادی حالات" پر لکچر دینے کے لئے مدعو کیا - مسٹر یوسف علی ہندوستان کے برگزیدہ عالموں میں سے ہیں - آپ عرصہ تک صوبجات متحدہ میں امپیریل سول سروس کے رکن کی حیثیت سے رہ چکے ہیں - اور اس زمانہ میں جب آپ سرکاری عہدوں پر ممتاز تھے آپ نے علاوہ اور مضامین کے ہندوستان کے معاشرتی زندگی کے پہلوؤں پر انگریزی زبان میں مضامین شائع کئے - سرکاری عہدہ سے

مستعفی هونے کے بعد سے اپنی طبیعت کے رجحان کے مطابق آپ علمی مشاغل میں پورے طور پر مصروف ہیں - آپ نے ہندوستان کی تاریخ پر تحقیق کی غائر نظر ڈالی ہے اور مغل زمانہ کی معاشرتی زندگی کے متعلق نئی معلومات کا اظہار کیا ہے - آپ کی تصنیفوں سے جو واقفیت رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ نہ صرف محقق اور زبان دان ہیں بلکہ اعلی پایہ کے ادیب بھی ہیں -

ہندوستانی اکاڈیمی کے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ آپ نے ہماری دعوت قبول کی اور آپ کی وجہہ سے ہمارے لکچروں کے سلسلہ کی ابتدا' خوبی کے ساتھہ ہوئی - یہہ لکچر الہآباد یونیورسٹی کے ہال میں ۲ - ۳ اور ۴ مارچ کو دیے گئے - حاضرین میں الہآباد ہائی کورٹ کے جج' یونیورسٹی کے پروفیسر' الہآباد کے معزز وکلاء اور رئیس شامل تھے - ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو ایم - اے' ایل - ایل - ڈی' کے - سی - ایس - آئی' پریسیڈنٹ ہندوستانی اکاڈیمی اِن جلسوں میں صدر نشین تھے - لکچروں کے اختتام پر آنریبل ڈاکٹر شاہ محمد سلیمان جج ہائیکورٹ الہآباد - ڈاکٹر بینی پرشاد ڈی - ایس - سی (لندن) - مولوی محمد علی نامی ایم - اے اور مولوی سید ضامن علی ایم - اے نے مسٹر یوسف علی کا

شکریہ ادا کیا - جن حضرات نے جلسوں میں شرکت کی وہ سب لکچروں سے نہایت محظوظ ہوئے اور الہ آباد کے علمی دائروں نے ان کا زور و شور سے خیر مقدم کیا - ان تقریروں کو سپرد طبع کردیا گویا انہیں ایک حد تک مکان اور زمانہ کی تنگ قیود سے رہا کرنا ہے - امید ہے کہ جو دعوت معدودے چند احباب کی مسرت کا باعث ہو چکی ہے اب مدت مدید تک خاص و عام کو لطف اندوز کرتی رہیگی -

تارا چند

جنرل سکریٹری

ہندوستانی اکاڈیمی -

قطعہ

زباں قاصر صفت میں ہے بیاں ہم کیا کریں صاحب
کہ عبداللہ بن یوسف علی کا کیسا لکچر ہے

موثر نظم سے بڑھکر ہے ایسی نثر ہے دلکش
یہاں چھوٹے سے فقرے میں بھی اِک معنی کا دفتر ہے

شگفتہ گل ہیں گلشن میں کہ ہیں الفاظ جملوں میں
بھرے لفظوں میں ہیں معنی کہ کوزے میں سمندر ہے

روانی ہے عبارت میں کہ دریا کی ہے طغیانی
نئے مضمون کا ہے سلسلہ یا سلک گوہر ہے

ظرافت ہے مگر اتنی نمک جیسے ہو کھانے میں
حلاوت اتنی ہے جتنی لب جاناں میں شکر ہے

بہت گہری نظر ڈالی ہے اخلاق و تمدن پر
عیاں تحقیق اور تدقیق کا ہر جا پہ جوہر ہے

زباں ایسی کہ اس سے دست کردیں تو ہو بازاری
جو اونچی ہو تو دل چسپی میں فرق آجائے یہ ڈر ہے

دکھائی ہیں ہر اک منظر کی وہ دلچسپ تصویریں
بنانا جن کا طاقت سے مصور کے بھی باہر ہے

حدیں بھی اختصار و طول کی ہر جا مناسب ہیں
ہر اک مضمون کا طرز بیاں بہتر سے بہتر ہے

جو سچ پوچھو فصاحت اور بلاغت کی ہے جاں لکچر
اثر اِس کا نہ ہو جس پر حقیقت میں وہ پتھر ہے

بتائیں لذت تقریر کیا بس مختصر ہے یہہ
کہ اب تک سامعین کے دل میں اِک اِک لفظ کا گھر ہے

ہوئی حاصل یہہ نعمت سب کو تارا چند کے باعث
مگر در اصل سر سپرو کا احساں ان سے بڑھکر ہے

کرینگے رشک سب ہم عصر اس دولت کے ملنے پر
مگر اہلِ الہ آباد کا اچھا مقدر ہے

یہ قطعہ مولوی سید ضامن علی ایم - اے - صدر شعبۂ اُردو الہ آباد یونیورسٹی نے

دیباچہ

اقتصادی اور معاشرتی امور کا مضمون اُردو میں کسی قدر نیا ہے' اور اسکے لکھنے والے کی مشابہت ایسے مسافر سے ہو سکتی ہے' جو کسی غیر معروف ملک میں پہلے پہل داخل ہو - اس کے لئے نہ کوئی شاہراہ ہے' نہ گلی کوچے - گھنے جنگل کے درخت کاٹنے کے لئے اس کے ہاتھ میں ہمیشہ کلہاڑی رہنی چاہئے' اور راستہ کھولنے کے لئے اس کو متعدد غیر مروج طریقوں سے کام لینا ہوگا -

جن لوگوں کو کبھی کسی دوسری زبان سے ایک آدھہ صفحہ بھی ترجمہ کرنے کا اتفاق ہوا ہو' اور خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دوسری زبان میں اصطلاحات کی بھرمار ہو' وہ بخوبی سمجھتے ہونگے' کہ

گیسوئے اُردو ابھی منت پذیر شانہ ہے -

آیندہ اوراق کی تیاری کے لئے جن کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی' ان میں سے ضروری باتوں کے ترجمہ سے اصطلاحات کے متعلق جو دقتیں پیش آئیں' اُن کا اندازہ آپ اِن اوراق کے مطالعہ کے بعد بخوبی کرسکینگے - مجھے اس کے متعلق صرف یہہ عرض کرنا ہے' کہ بعض الفاظ آپ کو غیر مانوس اور اجنبی سے معلوم ہونگے' لیکن ذرا سے غور و فکر کے بعد واضح ہو جائیگا' کہ پرانی زنجیروں سے کسی قدر آزاد ہوئے بغیر چارہ نہ تھا - البتہ میں نے کوشش کی ہے' کہ ان الفاظ و اصطلاحات سے عبارت کی سلاست میں فرق نہ آنے پائے' اور نئے الفاظ حتی الامکان بہتر سے بہتر ہوں -

اس کے علاوہ اُردو میں عام طور پر جس زور کا فقرہ لکھا جاتا ھے' در حقیقت لکھنے والے کا مدعا اس سے بہت کم ھوتا ھے - پڑھنے والے بھي اس کے عادی ھوچکے ھیں بلکہ خود لکھنے بیٹھیں' تو وہ بھي معمولی سي بات کہنے کے لئے اسي طرح زور دار فقرے استعمال کرینگے - لیکن میں نے ان اوراق میں ''نہایت'' ''بے حد'' اور اسي قسم کے دوسرے لفظ اور جملے اُسي موقع پر استعمال کئے ھیں' جہاں ان کي واقعي ضرورت تھي - ممکن ھے' آپ کو اِس وجہ سے بھي بعض فقرے کِسي قدر اجنبي سے معلوم ھوں -

فُٽ نوٽن ۾ لکيل حوالہ جات جي
اشارن جي تشريح

البيروني :

تاريخ الهند مصنفه البيروني جو انگريزي ترجمه از اي-سي-زاخائو-مطبوعه لنڊن ١٩١٠ع-

Alberuni's India, trans. E. C. Sachau, 2 Vols. London, 1910.

آلها کهنڊ :

انگريزي ترجمه از وليم واٽر فيلڊ - مطبوعه آکسفورڊ-

Lay of Alha, trans. Wm. Waterfield. Oxford, 1923.

باگهه :

باگهه جا غار - انڊيا سوسائٽي لنڊن -

The Bagh Caves, India Society London, 1927.

بطوطه :

سفر نامه ابن بطوطه - مترجمه سي- ڊيفري ميري و ڊاڪٽر بي-آر-سينگوئي نيٽي-

Voyages d' Ibn Batoutah, trans. C. Defremery and Dr. B. R. Sanguinetti, 4 Vols. Paris, 1874—9.

ايليٽ :

تاريخ هند مصنفه ايليٽ اينڊ ڊوسن -

Sir H. M. Elliot and J. Dowson, History of India, as told by its own historian, 8 Vols. London, 1867—1877.

کتبات هند :

اپیي گریفیا اِنڈیکا – جلد ۱۵ (۲۰-۱۹۱۹ع) کلکته –

Epigraphia Indica, XV (1919-20), Calcutta, 1917.

کتبات اسلامیهٔ هند :

اپیي گریفیا انڈو مسلمیکا –(۱۴-۱۹۱۳ع) کلکته –

Epigraphia Indo-Moslemica, 1913-14. Calcutta, 1917.

ایٹنگ هوزن :

هرش وردهن از ایم-ایل – ایٹنگ هوزن – مطبوعهٔ پیرس بزبان فرانسیسی

M. L Ettinghausen, Harsha Vardhana Paris 1906.

فرشته :

تاریخ فرشته ازجے برگس-مطبوعه لندن –

Ferishta's History, by J. Briggs, 4 Vols. London, 1829.

هرش چرت :

هرش چرت – مصنفهٔ بان‌بهٹ کا انگریزي ترجمه از اي – بي – کاول و ایف – ڈبلیو ٹامس – مطبوعه لندن –

Harsha-charita of Bana, translated by E. B Cowell and F. W. Thomas London, 1897.

اجنتا :

اجنتا کے غار – از لیڈی هیرنگهم – مطبوعه لندن –

Lady Herringham's Ajanta Frescoes. India Society, London, 1915.

كادمبرى :

كادمبري – مصنفه بان بهت كا انگريزي ترجمه از سي – ايم – رڏنگ –

Kadambari of Bana. Translated by C. M. Ridding. London, 1896.

كيٿهه :

سنسكرت ڊراما–مصنفه اے–بي –كيٿهه– مطبوعه اكسفورڊ –

A. B. Keith, the Sanskrit Drama. Oxford, 1924.

كتها سرت ساگر :

كتهاسرت ساگر– مصنفه سوم ديو مترجمه سي–ايچ –ٽاني موافه اين–ايم پينزر –

Katha Sarit Sagara, by Soma Deva, Ocean of Story, trans. C. H. Tawney, ed. N. M. Penzer, 10 Vols. 1924.

للا :

للا واكياني – مترجمه سر رچرڊ–سي – ٽيمپل – مطبوعه كيمبرج – سنه ۱۹۲۴ع –

The Word of Lalla the Prophetess, trans. Sir Richard C. Temple. Cambridge, 1924.

ناگ دند :

(مصنفه سري هرش) كا انگريزي ترجمه از پامر بائڊ –

Naganauda (of Sri Harsha), English translation by Palmer Boyd, London, 1872.

تاريخ سمتهه :

آكسفورڊ هسٽري آف انڊيا–مصنفه ونسنٽ اے – سمتهه –

Oxford History of India, by Vincent A. Smith, Oxford, 1919.

مارکو پولو :

سفرنامۂ مارکو پولو مترجمۂ کرنل یول - مطبوعۂ لندن -

Book of Ser Marco Polo, trans. H. Yule 2 Vols., London, 1871.

پریادرشکا :

پریادرشک - ایک سنسکرت ناٹک مصنفۂ هرش کا انگریزي ترجمۂ از جي-کے نریمان-

Priyadarshika, a Sanskrit drama by Harsha, trans. into English by G. K. Nariman. A. V. W. Jackson and C. J. Ogden, New York. Columbia Univ. Press, 1923.

قران السعدین :

قران السعدین از امیرخسرو-فارسي متن مع اُردو مقدمۂ - مؤلفۂ سید حسن برني مطبوعۂ علي گڈھۂ - سنۂ ۱۹۱۸ع -

Qiran-us-Sa'dain of Amir Khusrau. Persian Text with Urdu Introductions, Ed. Saiyid Hasan Barni. Aligarh, 1918

رتناولی :

(سري هرش کي) رتناولی کا متن مع ترجمۂ از سارداورنجن رائے کلکتۂ -

Ratnawali (Sri Harsha's) Text, with translation by Sardaranjan Ray. Calcutta, 1919.

کپور منجری :

راج شیکھر کے ناٹک کپور منجري کا متن مع انگریزي ترجمۂ از سي - ایچ - لانمین - مطبوعۂ هارورڈ یونیورسٹي پریس -

Raja-Shekhara's Karpura-Manjari, Text by Sten Konow. English trans. by C. H. Lanman. Harvard University Press, Cambr., Mass., 1901.

ٹامس :

دهلي کے پٹھان بادشاهوں کے عهد کے حالات از- اي ٹامس مطبوعۂ لنڈن -

E. Thomas, Chronicles of the Pathan Kings of Delhi. London, 1871.

ٹین مسافر :

تهري ٹریولرس ٹو انڈیا - اے - یوسف علی-لاهور -

Three Travellers to India, by A. Yusuf Ali, Lahore. (R. S. Gulab Singh and Sons), 1926.

ٹاڈ :

راجستهان ' مصنفۂ جے ٹاڈ ' مؤلفۂ ڈبلیو کرک - مطبوعۂ اکسفورڈ -

J. Tod, Annals and Antiquities of Rajasthan, ed W. Crooke, 3 Vols. Oxford. 1920.

ویدیا :

هند وسطی کا هندو دور - از سي - وي - ویدیا' پونا -

C. V. Vaidya, Mediæval Hindu India, 3 Vols. Poona, 1926.

یوأن چوانگ :

یوأن‌چوانگ کی سیاحت هند از ٹامس واٹرس - مطبوعۂلنڈن -

Yuan Chwang's Travels in India, by Thomas Watters, 2 Vols. London, 1904.

فہرست مضامین

لیکچر اول - تمہید

لیکچر دوئم - (ساتویں صدی عیسوی)

پہلا دور

صفحہ

لکچر سوئم – (دسویں اور گیارھویں صدی عیسوي)

لکچر چهارم - (چودهويں صدي عيسوي)

لکچر اول

تمہید

ہندوستانی اکاڈیمی نے اپنے لیکچروں کے سلسلہ کی ابتدا تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ کے موضوع سے کی ہے' اور اس مقصد کے لئے مجھکو مدعو کرکے جو عزت بخشی ہے' اس کا مجھے پورا احساس ہے -

اکاڈیمی اور اُردو

اِس اکاڈیمی کا آغاز بذات خود زمانہ کی رفتار کا آئینہ ہے - جیسا کہ آپ کو معلوم ہے' میرا نام برسوں سے اِن صوبہ‌جات میں اُردو زبان اور ادب کی تحقیق و تشریح سے منسوب رہا ہے - جب میں حیدرآباد میں تھا' تو مجھے وہاں کی اُردو تحریک اور جامعۂ عثمانیہ کے متعلق اِبتدائی جد و جہد میں حصہ لینے کا فخر بھی حاصل ہوا -

اس وقت وهاں ایك شعبۂ ترجمہ تها، جو اب بهي موجود هے - اس کا مقصد یهہ هے، کہ اپني زبان کو ایسي طبعزاد تصانیف اور مستند کتابوں کے ترجموں سے مالا مال کیا جائے، جو جامعہ میں اُردو زبان کے ذریعے تعلیم و تعلُّم کے لئے موزوں هوں - میں نے اُن کے لئے ایك مختصر سا رسالہ سپرد قلم کیا تها، جس کا مقصد اُردو کتابت کي طرز تحریر اور طباعت کو منظم کرنا تها -

اُردو ٹائپ

میں نے اُردو میں ٹائپ کو رواج دینے کے لئے بهي جد و جہد کي تهي، اور اب بهي اس کا حامي هوں - اردو کے اکثر ماهرین کي طرح میں بهي موجودہ اردو ٹائپ اور ٹائپ میں چهپي هوئي کتابوں سے جو آئے دن سرکاري و دیگر مطابع سے نکلتي رهتي هیں، مطمئن نهیں هوں - اردو حروف کي تمام مختلف شکلوں کو جو هاتهہ کي لکهائي میں نظر آتي هیں، ٹائپ میں نقل کرنا آج تك ایك سعي لاحاصل ثابت هوا هے - قلمي تحریر کي خوبیوں کا اِنحصار مختلف امور پر هے، مثلاً حروف کے دائروں اور قوسوں کي شکل اور قد میں حسب موقع تنوّع پیدا کرنا، اور ایك خاص حرف

کي شکل اس کے کسي لفظ کي اِبتدا، وسط يا آخر ميں آنے پر حسب حالت بدلنا - طباعت کا حُسن يہہ ھے، کہ حروف کي شکل اور قد ميں يکسانيت ھو، سطريں اُقليدسي صحت کے ساتھہ برابر برابر ھوں، اور پہلي ھي نظر ميں پڑھہ لينا ايك آسان کام اور جمالياتي لذت بن جائے - اگر ايك ھي حرف کو دو دو تين تين صورتيں دي جائيں، تو ٹائپ کے حروف کي تعداد کسي کے بس کا روگ نہ رھيگي، اور اِس سے حروف جوڑنے والوں کا کام لازمي طور پر مشکل اور گراں ھو جائيگا - اور آپ جانتے ھيں، کہ دور حاضرہ کي تجارتي طباعت ميں لاگت ايسا جزو نہيں، کہ اِسے نظر انداز کيا جاسکے - ٹائپ کے متعلق لوگوں کے ذھن پہلے ھي سے زھر آلودہ ھو چکے ھيں، اس لئے اس ميں کاميابي اسي صورت ميں ھو سکتي ھے، کہ ٹائپ کي طباعت ليتھو سے بہتر اور ارزاں ھو - يہہ خيال صحيح نہيں، کہ ٹائپ کي طباعت حسين و جميل نہيں ھو سکتي - اس کے حسن و قبح کے معيار ليتھو کي طباعت اور قلمي تحرير سے بالکل الگ اور صرف اسي سے مخصوص ھونگے - ھمارا پہلا کام تو ايك سستے اور حتي‌الامکان اچھے ٹائپ کي ترويج ھے، پھر جوں جوں زمانہ گزرتا جائيگا، حسين و جميل ٹائپ بھي نکل آئينگے،

اور معیار روز بروز ترقی کرتا جائیگا - تائپ کی برتری کا راز طباعت کی صفائی اور صحت میں مضمر ہے - موجودہ زمانے میں جس زبان کا انحصار کُلیۃً لیتھو پر ہو' اور وہ طباعت کے متعلق تازہ ترین ایجادات سے فیض یاب نہ ہو سکتی ہو' وہ کافی ترقی کرنا تو درکنار ضروریات سے نپٹ بھی نہیں سکتی -

مشترکہ زبان

آپ نے اپنی اکاڈیمی کو "ہندوستانی اکاڈیمی" کے نام سے موسوم کرنے میں بڑی دانائی سے کام لیا ہے - اس سے ملک کی زبان کو اِن صوبہ جات اور ملک کے دیگر حصوں میں حتی الامکان یکرنگ بنانے کی اس خواہش کو بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگئی' جو ہر ذمہ دار ہندوستانی اپنے دل میں محسوس کرتا ہے - مزید بر آں میرا یہہ بھی خیال ہے کہ آپ نے موجودہ حالات سے چشم پوشی اختیار نہیں کی بلکہ آپ ہماری مشترکہ ہندوستانی زبان کی دونوں صورتوں یعنی اردو اور ہندی رسم الخط کی ترقی میں کوشاں ہیں - میں اِس مبارک تحریک کی تہ دل سے تائید کرتا ہوں' جس سے ہماری زبان کی مختلف صورتوں میں

مطابقت پیدا هوکر ایک مشترکہ معیار قائم هو جانے کی امید هو سکتی هے - میرا خیال هے، کہ اگر همیں اِس مقصد میں یہاں کامیابی حاصل هوگئی، تو اس کا اثر صوبہ‌جات متحدہ کی حدود سے باهر بهی پڑیگا - ایک قسم کی مخلوط هندوستانی اب بهی ملک کے طول و عرض میں هندوستانیوں کی مشترکہ زبان هے - اگر هم اسے هندوستان بهر میں ادبی اور کار و باری اظہار خیال کا ذریعہ بنا سکیں، تو اس سے مختلف مذهب و ملت کے لوگوں کے خیالات، گفتگو اور آئین میں بہت کچھہ مطابقت اور یگانگت پیدا هو جائیگی، اور اِس طرح اُس قومی زندگی کے اِرتقا کو بہت کچھہ تقویت حاصل هوگی، جس کی خواهش مادر وطن کے هر سپوت کے دل میں موج زن هے -

اکاڈیمی کا صدر مقام اور گورنمنٹ سے تعلق

اکاڈیمی کا صدر مقام صوبہ جات متحدہ کے پایہ تخت میں قائم کرنے سے اِسے ایک مرکزی حیثیت حاصل هو گئی هے، جوکئی لحاظ سے مفید هے - اگر چہ اُردو علم ادب کے بڑے بڑے مرکز دهلی، لکھنؤ اور حیدر آباد (دکن) سمجھے جاتے هیں، لیکن

اکثر وجوہ سے الہ‌آباد کي پُر سکون فضا قابل ترجیح ھے - دھلی اب ھندوستان کا سیاسي پایہ تخت ھے' اور اس لئے سیاسي تحریکات کے ھڑبونگ کي جولا نگاہ بن رھي ہے - لکھنؤ بے شك ایك دلفریب شہر ھے' اور اُردو علم ادب کي گزشتہ تاریخ کے لحاظ سے الہ‌آباد کي نسبت قابل ترجیح قرار دیا جانے کا مدعي ھو سکتا ھے - میں لکھنؤ کي اُردو انجمن کا صدر رہ چکاھوں' اس لئے یہہ غلط فہمي پیدا نہیں ھوني چاھئے' کہ میں کسي طرح لکھنؤ کے دعاوي کي اھمیت کو نظر انداز کر رھا ھوں - لیکن میں محسوس کرتا ھوں' کہ گورنمنت سے اکاڈیمي کا تعلق ھونے کے باعث الہ‌آباد کو اس کا صدر مقام قرار دینے میں زیادہ سہولت رھیگي - اکاڈیمي کا گورنمنت سے تعلق اِس کے استحکام کے لئے بھي مفید ثابت ھوگا' اور اس سے اکاڈیمي کو وہ تحریك و تقویت حاصل ھوگي' جو ھندوستان کي موجودہ حالت میں صرف حکومت کی نظر التفات ھي سے ممکن ھے - لیکن مجھے پوري توقع ھے' کہ صوبہ‌جات متحدہ کے پانچوں بیت‌العلوم اور غالباً دیگر بیت‌العلوم اور اُردو علم ادب سے دلچسپي و ھمدردي رکھنے والي غیر سرکاري انجمنیں بھي اکاڈیمي کے اغراض و مقاصد کي تکمیل کے لئے آپ سے تعاون کرینگي -

یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ

آپ کا ارشاد ہے، کہ میں تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطیٰ پر تقریر کروں-اب دیکھنا یہہ ہے، کہ ان ازمنۂ وسطیٰ سے کونسا زمانہ مراد لیں-یورپ کی تاریخ میں اگرچہ ازمنۂ وسطیٰ کا تھیک تعین نہیں ہوا، لیکن ان کا اطلاق کم و بیش مغربی سلطنت روما کی تباہی (سنہ ۴۷۶ع) سے ترکی فتح قسطنطنیہ سنہ (۱۴۵۳ع) تک کے زمانہ پر ہوتا ہے - یہہ قریباً ایک ہزار سال کا عرصہ یقینا یورپ بلکہ کل نوع انسان کی تاریخ کے اِرتقا میں ایک خاص اور اہم مرحلہ کی حیثیت رکھتا ہے - یہہ درمیانی وقفہ یورپ کے قدیم کلاسیکل عہد (یعنی قدیم علم ادب کے مستند زمانہ) کو اس کی تاریخ حاضرہ سے ملاتا ہے - قدیم یونانی اور رومن اقتدار کے زمانے میں جن قوموں اور شہروں کا سکہ رواں تھا، اُن کی سیاسی قیادت کے بتدریج زوال کا زمانہ یہی ہے - اِس زمانے میں یورپ کی مختلف نسلوں کی نئے سرے سے شیرازہ بندی ہوئی، جرمن، گاتھک اور سکنڈے نیوین کے آئین و ادارات سارے یورپ میں پھیل گئے، اور پھر رفتہ رفتہ اُسی کلاسیکل تہذیب کے زیر اثر (جس کی قوتیں اب زائل ہو رہی تھیں) اِن نو وارد تہذیبوں

کي هيئت تبديل هونے لگي - اِس زمانے ميں رومن کيتھولك چرچ اور پا پائي نظام کي تنظيم اور پھر سارے يورپ ميں اِس کے عام اثر و اقتدار کي بدولت ايك خاص حد تك يکسانيت اور هم آهنگي پيدا هوگئي - اسي زمانے ميں فيوڈلزم (Feudalism) کے مخصوص قوانين و رسوم اور معيار عزت و شرافت معرض وجود ميں آئے' اور آخرکار يورپ کے مختلف ممالك ميں زبردست اور مخصوص قومي سلطنتيں قائم هو جانے سے مٹ مٹا کر رہ گئے اِن خصوصيات ميں اس امر کا بھي اضافه کرلو' که اِس عهد کي تاريخ ايك دُھندَلکے ميں مستور نظر آتي هے' اور بخلاف اِس کے قديم اور موجوده تواريخ ميں لوگوں کي طرز زندگي' خيالات و عادات اور معاشرتي آئين کافي واضح اور نماياں هيں -

تاريخ هند ميں از منۂ وسطیٰ

کيا هندوستان کي تاريخ ميں بھي کوئي ايسي هي خصوصيات ملتي هيں' جن کي مدد سے هم ايك کافي طويل عرصه معين کر کے اُسے "از منۂ وسطیٰ" کے نام سے موسوم کر سکيں؟ ميں مروجه درسي کتابوں کي رسمي ترتيب کو جس کے مطابق تاريخ هند کو قبل بدھ' بدھ' هندو' مسلم اور برطانوي زمانوں ميں

تقسیم کیا جاتا ہے، نہ تو علمي طور پر صحیح مانتا ہوں، اور نہ علمي نقطۂ نظر سے مفید سمجھتا ہوں - ہم نہیں جانتے، کہ بدھہ مذہب کا دور دورہ حقیقي معنوں میں کب تک رہا اور نہ اس امر کی کوئي دلیل موجود ہے، کہ اس عہد میں برہمني دھرم بالکل مفقود ہو چکا تھا - اِس کے علاوہ لفظ "ہندو" سے بھي کسي زمانے کو نمایاں اور واضح طور پر دوسرے سے متمیّز کرنے میں کوئي مدد نہیں ملتي - اسي طرح مسلم اور برطانوي زمانوں کا تعین بھي دشوار ہے - معقول طریقہ یہہ ہے، کہ ہم اپني تاریخ کو تین بڑے بڑے زمانوں میں تقسیم کرلیں، یعني قدیم، وسطي، اور جدید - عام معنوں میں تاریخ کا آغاز ہونے سے پہلے زمانہ کے متعلق بھي ہمارے پاس کافي مصالحہ موجود ہے، مگر اس کي کوئي خاص تاریخیں مقرر نہیں ہو سکتیں - البتہ ہم اِس تمام مصالحہ کو ایک دور کے تحت میں لا کر اس کا نام "زمانۂ قبل از تاریخ" رکھہ سکتے ہیں - لیکن دقت اُس وقت پیش آتي ہے، جب ہم ان زمانوں کو تاریخ وار مرتب کرنے لگیں - یہ ممکن ہے، کہ زمانۂ قبل از تاریخ کا اطلاق گوتم بُدھہ کي پیدائش تک کے زمانہ پر کیا جائے، اور پھر قدیم تاریخ کا آغار بُدھہ مت کی تبلیغ کے زمانہ سے

سمجھیں - لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کا خاتمہ کہاں کیا جائے؟ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں تو اسے سن عیسوی کے آغاز تک شمار کیا گیا ہے - مسٹر کے - ڈي - دي کا ڈرگتن کي تحریر سے مترشح ہوتا ہے، کہ وہ ہندوستان قدیم کا زمانہ گپتا خاندان تک سمجھتے ہیں، اور اس کے بعد عہد وسطی کا آغاز شمار کرتے ہیں - مسٹر سي-وي ویدیا نے اپني کتاب " ہندوستان کا عہد وسطی " میں (جس کي تین جلدیں شائع ہو چکي ہیں، اور ایك ابھي باقي ہے ہماري تاریخ کے ازمنۂ وسطی کا آغاز سنہ ۶۰۰ع سے کر کے ان کو سنہ ۱۲۰۰ع پر ختم کیا ہے - آپ کے یونیورسٹي سکول آف ہسٹري کے مسٹر ایشوري پرشاد اِس ہندو وسطی کا آغاز سنہ ۶۴۷ع یعني مہاراجہ ہرش کے انتقال سے کرتے ہیں، اور اُس کا خاتمہ اُنھوں نے مغلوں کي فتح ہند کے موقع پر کیا ہے - آگے چل کر معلوم ہوگا، کہ ازمنہ وسطی کي اِس تعریف کے حق میں بہت سے دلائل ہیں -

ہرش سے پرتھوي راج تک

تاریخ یورپ کي جن خصوصیات کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے، اگر اُن کے مقابلے میں کچھہ ایسی ہي نمایاں خصوصیات

هندوستان کي تاريخ ميں بھي مل جائيں، تو ہميں ايك خاص دور معين کرکے اسے اپنے ازمنۂ وسطیٰ کے نام سے موسوم کرنے ميں بہت سہولت ہو جائے - اگر غير مہذب قوموں کے وقتا فوقتا هندوستان ميں وارد ہونے پر نظر ڈالي جائے، تو معلوم ہوگا، کہ اب سے صرف چند صدي پيشتر تك کوئي وقت ايسا نہيں گذرا جب هندوستان ان حملوں سے کُليةً محفوظ رہا ہو - ہميں معلوم نہيں کہ آرين حملوں سے پہلے هندوستان پر کون کون سي قوميں حملہ آور ہوئيں، ليکن اب اِس امر کا مکمل ثبوت موجود ہے، کہ وادي سندھ کو عراق کي قديم تہذيبوں سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور تھا - خود آرين حملے بھي کافي طويل زمانے پر حاوي ہيں - اس دوران ميں بہت سے آرين قبائل وقتاً فوقتاً هندوستان ميں وارد ہوئے، جو ملك کے لساني ارتقا پر اپني مُہر ثبت کر گئے ہيں - جب هندي آرين ملك ميں آباد ہوئے، اور ملکي باشندوں سے کچھ خلط ملط ہونے لگے، اس کے بعد ايراني اور يوناني اقوام حملہ آور ہوئيں، اور پھر ان کے بعد تورانيوں اور وسط ايشيا کے مخلوط قبائل کے حملوں نے زور پکڑا - يہ سلسلہ سن عيسوي کے آغاز سے چند صدي بعد تك جاري رہا - گپتا خاندان کے عہد اقتدار (سنہ ۳۲۰ع لغايت سنہ ۴۵۵ع)

کي استوار اور منظم تہذیب اپنے پیشتر اور بعد کي تاخت و تاراج کے صحرائے لق و دق میں ایک خوشنما نخلستان معلوم ھوتي ھے - تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مہاراجہ ھرش کا زمانہ (سنہ ۶۰۶ع لغایت سنہ ۶۴۷ع) گپتا تہذیب کي ایک آخري جھلک معلوم ھوتا ھے - ھرش کے بعد بہت سے حملے ھوئے، جن کي تفصیلات ھم پر پورے طور پر روشن نہیں ھیں - لیکن یہ امر بخوبي واضح ھے، کہ ھرش کے بعد چار صدیوں تک بہت سي غیر ملکي نسلیں ھندوستان میں آکر یہاں کے باشندوں سے خلط ملط ھوتي رھیں - اب اِس اختلاط کي رفتار نسبتاً بہت تیز ھوگئي تھي، اور ھونا - گوجر - جاٹ کے اقتدار کے باعث، جو راجپوت قبائل کا سرچشمہ تھا، ھندوستان کے باشندوں کي قبائلي تقسیم نئے سرے سے ھو گئي - حقیقت میں ھم ان چار صدیوں کو "راجپوت عہد" کا نام دے سکتے ھیں - اگر ھم راجپوت اقتدار کا زمانہ پرتھوي راج دھلوي کے انتقال (سنہ ۱۱۹۳ع) پر ختم کریں تو میرے خیال میں ڈھندلکے کا ایک کافي طویل زمانہ بن جاتا ھے، جسے ھم بجا طور پر از منۂ وسطیٰ کا آغاز قرار دے سکتے ھیں -

پرتھوي راج سے عہد مغلیہ تک

لیکن راجپوت قبائل کی یہ نئی شیرازہ بندي هندوستان کي آبادي کي کوئي مستقل تقسیم و ترتیب ثابت نہ هوئي - مسلم حملے، جن کے ساتھہ بہت سي نئي نئي نسلیں، نئے نئے تمدني ادارات، اور قوانین و آئین کا ایك استوار اور واضح سلسلہ هندوستان میں وارد هوا، اور هندوستان کے معاشرتي اور تمدني حالات کے سمندر کو بلو بلو کر برابر انقلاب پیدا کرتا رہا - اِس سے بھي اهم یہ بات هے، کہ مسلم تمدن هندو دھرم میں جذب هو جانے کے بجائے ایك نمایاں اور دائمي رد عمل کا باعث هوا - قریباً (سنہ ۱۰۰۰ع سے سنہ ۱۳۱۰ع) تك مسلم اقتدار اور مسلم تمدن کي لہریں کبھي کم اور کبھي زیادہ زور سے هندوستان میں متواتر وارد هوتي رهیں، حتی کہ چودھویں صدي عیسوي کے آغاز میں قریب قریب تمام هندوستان دکن سمیت مسلم اقتدار کے زیر اثر اور اس کا بہت بڑا حصہ براہ راست مسلم حکومت کے تحت میں آگیا - لیکن اس وقت بھي سوسائٹي کي کوئي معاشرتي تنظیم و ترتیب نہ تھي، اور نہ سوسائٹي کے معاشرتي اور تمدني ارتقا کے لئے کوئي میدان هي تھا - قریباً سنہ ۱۳۱۰ع اور سنہ ۱۵۲۶ع

کے درمیان سلطنت دھلی کے زوال کے باعث بہت سي مقامي ریاستیں معرض وجود میں آگئیں - یہ بھي زیادہ تر مسلم هي تھیں - ان کي کوئي مستقل حدود نہ تھیں، اور کسي ریاست کے لئے بھي کسي خاص سیاسي نظام پر عمل کرنا آسان نہ تھا - سنہ ۱۵۲۶ع میں مغلوں کے وارد هندوستان هونے پر فضا میں ایك نمایاں انقلاب رو نما هو گیا - اب اگر سیاسي اقتدار میں نہیں، تو کم از کم معاشرتي اور سیاسي آئین و ادارات کي روش میں قدرے استحکام، کسی قدر نظام اور تھوڑا بہت استقلال پیدا هو گیا تھا -

هندوستان کے از منۂ وسطیٰ کے تین حصے

اس لئے میرے خیال میں یہ بہتر هوگا، کہ هندوستان کے از منۂ وسطیٰ کا اطلاق هرش کے انتقال (یعني قریباً ساتویں صدي کے وسط) سے سلطنت مغلیہ کے قیام (یعني قریبا سولھویں صدي کے وسط) تك کے زمانہ پر کیا جائے - نو صدیوں کا طویل عرصہ پھر تین نمایاں حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا هے، یعني (۱) هندو سوسائٹي کي نئے سرے سے تنظیم اور شیرازہ بندي کا زمانہ (سنہ ۶۴۷ع لغایت سنہ ۱۰۰۰ع)، (۲) مسلم اقتدار کے بتدریج نفوذ کے زیر اثر هندوستاني سوسائٹي

کي مزيد ترتيب و تنظيم کا زمانه (قريبا سنه ۱۰۰۰ع لغايت سنه ۱۳۱۰ع) اور (۳) سلطنت دهلي کا زوال؛ جس سے بهت سي چهوتي چهوتي خود مختار رياستيں وجود ميں آگئيں؛ اور اس وجه سے هندوستان ميں من حيث القوم اتحاد عمل کا فقدان تها؛ جس کا نتيجه يهه هوا که مغل حمله آور هندوستان پر قابض هوگئے (سنه ۱۳۱۰ع لغايت سنه ۱۵۲۶ع)؛ چونکه همين يهه سب کچهه اس تمهيدي تقرير کے بعد تين لکچروں ميں ختم کرنا هے؛ اس لئے بهترين طريق عمل يهه هوگا که هر دور کے مطالعه کي بنياد ايسي شهادتوں پر رکهي جائے جو اُس کے آغاز پر روشني ڈالتي هوں - ازمنۀ وسطئ کي مذکورۀ بالا تقسيم کا ايک آور فائده يهه هوگا که يهه تقسيم کسي حد تک يورپ کے ازمنۀ وسطئ کي تقسيم سے ملتي جلتي هے؛ اور اس لئے هندوستان کے ازمنۀ وسطئ کے مطالعه کے ساتهه ساتهه دونوں کي تاريخوں کا باهم مقابله بهي آساني سے هوسکيگا - اگر ازمنۀ وسطئ کا يهه تعين درست تسليم کرليا جائے تو زمانۀ جديد عهد مغليه اور عهد اِنگلشيه هر دو پر مشتمل هوگا؛ جنکے درمياني وقفه ميں کوئي نيا انقلاب اچانک ظهور پذير نهيں هوا؛ بلکه بتدريج تغير و تبدل هوتا رها هے - خود مغل بهي زمانۀ حال

کي تحريکات سے متاثر ھوئے بغير نہ رھے' اور ان کے دول مغربي
کے ساتھہ بھي تعلقات تھے - مغلوں کے زمانہ ميں مشرقي
سمندروں ميں يورپ والوں کي سرگرميوں کي توسيع کے باعث
غير ملکي بحري تجارت رفتہ رفتہ ترقي کرتي گئي' جس سے
ھندوستان کي اقتصادي زندگي بيش از بيش موجودہ شکل
اختيار کرنے لگی -

لکچر دوئم

(ساتویں صدي عیسوي)

پہلا دور

معاشرتي و اقتصادي کوائف

یہہ فرض کرلینے کے بعد کہ همارے ازمنۂ وسطیٰ ساتویں صدي کے وسط سے شروع هوکر سولهویں صدي کے وسط میں ختم هوجاتے هیں، هم معاشرتي اور اقتصادي حالات کے مطالعہ کے لئے بڑي آساني سے تین نمایاں عهد منتخب کرسکتے هیں، جن در اِس زمانہ کے حصوں کا آغاز هوتا هے - پہلا عهد جو میں منتخب کرونگا، مہاراجہ هرش کا زمانہ هے - اِس میں همارے مطالعہ کے لئے کافي مواد موجود هے - اگر چہ اِقتصادي کوائف کے لئے پورا مصالحہ نہیں ملتا، لیکن معاشرتي زندگي کي هم قریب قریب مکمل تصویر تیار کر سکتے هیں - مگر معاشرتي اور اقتصادي حالات باهم اس طرح گُهلے ملے هوتے هیں کہ ان میں کوئي نمایاں حد فاصل قائم نہیں کي جاسکتي - اب هم اُن کوائف پر ایک مختصر سا تبصرہ

کرینگے' جو اس زمانہ کے متعلق شہادتوں کا اِستنباط اور توجہ سے مطالعہ کرنے پر دستیاب ہوتے ہیں -

اسناد و شواہد

(الف) ڈراما

ان شہادتوں کو ہم چار گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں - پہلا گروہ اس زمانہ کے ادب ڈراما پر مشتمل ہے' جس کي نمائندگي کا حق وہ تین ناٹک بوجہہ احسن ادا کرتے ہیں' جو خود مہاراجہ ہرش سے منسوب کئے جاتے ہیں' یعني پریا درشک' رتنا ولي اور ناگ نند - ماہرین کي اکثریت اِن تینوں کو ایک ہي مصنف سے منسوب کرنے کے حق میں ہے - اگر یہہ ناٹک حقیقتاً اور کُلیۃً مہاراجہ ہرش کي تصنیف نہ بھي ہوں' تو بھي اِس امر میں شک و شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتي' کہ یہ تینوں اُن کی سر پرستي میں تیار کئے گئے تھے - ہمارے مقصد کے لئے اِتناھي معلوم کر لینا کافي ہے' کہ یہ قریباً کس زمانہ میں لکھے گئے - اور چونکہ اس معاملہ کے متعلق ذرا بھي شک و شبہ یا اختلاف رائے نہیں ہے' اس لئے ہمیں یہ باور کرنے میں کوئي امر مانع نہیں'

کہ جن واقعات کا اِن ناٹکوں میں ذکر کیا گیا ہے، وہ ساتویں صدی کی معاشرتی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں - یہ درست ہے، کہ ان ناٹکوں کا حلقۂ نظر بہت محدود ہے - یہ صرف دربار اور درباری اُمرا کی ضیافت طبع کے لئے تیار کئے گئے تھے، اور اِن کے پلاٹ (Plot) شاہی محل کی عاشقانہ سازشوں کے بعض مخصوص پہلوؤں تک محدود ہیں - لیکن اس کے باوجود بھی جس زمانے میں یہ لکھے گئے تھے، اس کی حقیقی زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے بہت مفید ہیں -

(ب) بان بھٹ کا منثور قصیدہ اور افسانہ

اسناد کا دوسرا گروہ بان بھٹ کے دو افسانوں پر مشتمل ہے - یہ ہرش کا درباری تھا، اور اپنے زمانے کے اخلاق و آداب کے متعلق نہایت ہی واضح اور کار آمد بیان چھوڑ گیا ہے - اِن میں سے ہرش چرت مہاراجہ ہرش کی ابتدائی زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک منثور مدحیہ افسانہ ہے، جس میں ان کے خاندان کی ترقی اور اقتدار کا بھی شاعرانہ نثر میں ذکر کیا گیا ہے - دوسری تصنیف کادمبری ہے، جو سنسکرت نثر کی ایک بلند پایہ مثال ہے، اور ہر زمانے میں

هندوستان کے ودوانوں سے خراج تحسین وصول کرتی رہی ہے - اِس میں ایک عجیب و غریب طوطے کی داستان نہایت ہی دلفریب پیچیدہ انداز میں بیان کی گئی ہے - حقیقت وواقعیت کی ظاہری فضا میں عشق و محبت' شجاعت اور مافوق‌الفطرت تبدیل ہیئت کی دلچسپ داستانیں (فسانہ در فسانہ) نہایت خوش اُسلوبی اور کامیابی سے داخل کی گئی ہیں - بان بھٹ نے زندگی کے مختلف مدارج کی تصویر تیار کرتے وقت اس کے ایک ایک جزو میں نہایت محنت سے رنگ آمیزی کی ہے - زندگی کے نقشہ میں باریک رنگ آمیزی کے متعلق اس کا انداز زمانہ حال کے انگریزی ادب میں کامپٹن میکنزی (Compton Mackenzie) کے ناولوں سے مشابہ ہے - لیکن بان بھٹ کو میکنزی سے وہی نسبت ہے' جو مشرقی منبت کاری کے اعلیٰ ترین نمونہ کو کسی یورپین زردوز کی نمایاں تر دستکاری سے ہو سکتی ہے - بان کے رنگین اور مرصع انداز بیان میں مبالغہ کو بہت کچھ دخل ہے' لیکن اس مبالغہ کو ترک کر دینے پر بھی ہمارے پاس اس زمانہ کی ایک ایسی مکمل تصویر رہ جاتی ہے' جو اِس سے کئی صدی بعد کے زمانہ کے متعلق بھی کہیں دستیاب نہیں ہوتی - ان ہر دو تصانیف کا نہایت نفیس انگریزی ترجموں میں مطالعہ کیا

جا سکتا ھے، جو کتب شرقیہ کے ترجموں کے سلسلہ مطبوعہ لنڈن (Oriental Translation Fund Series) میں شامل ھیں - کادمبری کا ترجمہ مس سی-ایم-رڈنگ (Miss C. M. Ridding) نے اور ھرش چرت کا ای-بی-کاول اور ایف-ڈبلیو- ٹامس صاحبان (E. B. Cowell and F. W. Thomas) نے کیا ھے - اگر ھندوستانی اکاڈیمی سنسکرت کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنے کی خواھش مند ھو، تو ان دونوں ترجموں کی بڑے وثوق سے سفارش کی جا سکتی ھے - اِس امر کا فیصلہ کہ آیا اِن کا اردو میں ترجمہ ھو بھی سکتا ھے یا نہیں، ھم اُن لوگوں پر چھوڑ دیتے ھیں، جو اِس کٹھن راستے پر گام زن ھونے کی جرأت کریں -

(ج) چینی سیاح

اِس دور کے متعلق معتبر شہادتوں کے تیسرے گروہ میں یوآن‌چوانگ (جسے ھیونگ سانگ بھی لکھتے ھیں) کا سفرنامہ اور اس کی سوانح عمری شامل ھیں، جو چینی زبان میں لکھے گئے تھے - سفر نامہ کا تازہ ترین اور بہترین ترجمہ وہ ھے، جو ٹامس واٹرس (Thomas Watters) نے کیا ھے (Oriental Translation Fund) - اور

اس کی سوانح عمری کا صرف ایك هي انگریزي ترجمه هے' جو مسٹر ایس-بیل (S. Beal) نے کیا تھا' اور اب سے کوئي ایك صدي پہلے شائع هوا تھا - یه ترجمه صحت کے لحاظ سے کچھه زیادہ اعتبار کے قابل نہیں - میں نے اپني چھوٹي سي انگریزي کتاب ''هندوستان میں تین مسافر'' (Three Travellers to India) میں هندوستان کے متعلق اِس چیني سیاح کے بیان کا ایك مختصر سا خاکه دے رکھا هے - یه کتاب پنجاب یونیورسٹی میں میٹرکولیشن کے نصاب میں شامل هے -

(د) کتبے اور فنون لطیفه

معتبر شہادتوں کا چوتھا گروہ سکوں' کتبوں اور اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي کے نمونوں پر مشتمل هے - جہاں تك هرش کے زمانے کے سکوں کا تعلق هے' همارے پاس اِن کے بہت کم نمونے موجود هیں - اور یه امر کچھه حیرت انگیز نہیں' کیونکه یوآن چوانگ لکھتا هے'* که بندر گاهوں سے جو اشیاء بر آمد هوتي تھیں' اُن کي خرید و فروخت کا ذریعه تبادلۂ اجناس تھا' اور اندروني تجارت میں سونے چاندي کے سکوں

* یوآن چوانگ-جلد ۱ - صفحه ۱۷۸

کے علاوہ کوزیاں اور چھوٹے چھوٹے موتي زیادہ استعمال کئے جاتے تھے - کتبوں کے همارے پاس تین نمونے موجود هیں، جن میں سے دو تامبہ پتر هیں (یعني عطیۂ زمین کي سندات جو تانبے کي تختیوں پر کندہ هیں) - اِن سے همیں مالیہ وصول کرنے کے عام دیهاتي طریق کے متعلق کچھہ واقفیت حاصل هوتی هے - اس زمانے کي نقاشي اور سنگ تراشي کے نمونوں کا معاینہ قلمرو نظام کے شمال میں اجنتا، اور ریاست گوالیار کے جنوب میں دھار سے کوئي پچاس میل مغرب کي جانب باغ کے غاروں میں کیا جا سکتا هے - ان هر دو فنون کی تصاویر کا مجموعہ لندن کي اِنڈیا سوسائٹي (India Society) نے شایع کیا هے، اور بعض تصاویر کا کوڈرنگٹن صاحب کی انگریزي کتاب "هندوستان قدیم" (Ancient India) (Codrington's میں بھي شامل هیں -

بادشاہ، وزیر اور نظام خانہ داري

بان بھٹ کے قصیدہ کا ممدوح خود مہاراجہ هرش هے، اور سارے قصیدہ میں اُسکے خلاف اسکے سوا کوئي بات نهیں ملتي کہ هم عصر بادشاهوں اور حلیفوں کے ساتھہ اس کا طرز

عمل کسی قدر تحکمانہ ہوتا تھا* - اس کے زبردست اور مضبوط کیرکٹر، مختلف مذاہب سے رواداری، بہت سے غایت درجہ کی محبت و عقیدت اور علم ادب، موسیقی اور فنون لطیفہ سے شغف کی تصدیق چینی سیاح نے بھی کی ہے - ہرش کو ہم حقیقت میں ایک غیر معمولی انسان اور حکمران تصور کرسکتے ہیں، لیکن ہرش کے ناٹکوں میں عام بادشاہ کی جو تصویر کھینچی گئی ہے، وہ اس زمانہ کے فرمارواؤں کے کمزور اور عیاش ہونے پر دلالت کرتی ہے - ایسے عام بادشاہوں کی سلطنت کا شیرازہ اپنے قیام کے لئے وفادار برہمن وزیروں کے حسن تدبیر کا مرہون منت ہوتا تھا، لیکن یہہ وزیر بھی کوٹلیا کے ارتھہ شاستر کے سیاسی فلسفہ کی لغزشوں سے بالاتر نہ ہوتے تھے - عام طور پر راجہ کی کئی کئی رانیاں ہوتی تھیں، جو اس کے انتقال پر اس کے ساتھہ ستی ہوجاتی تھیں† - ان کے علاوہ اس کے حرم میں بہت سی کنیزیں بھی داخل ہوتی تھیں - حرم سرا کی حفاظت کبڑے، بونے اور عمر رسیدہ آدمی کرتے تھے‡ - بڑی رانی عموما زنانہ کی نوجوان

---

* ٹین مسافر - صفحہ ۲۴ -

† پریا درشک - صفحہ ۱۷ -

‡ پریا درشک - صفحہ ۷۵ -

اس زمانے میں ہیجڑے ضرور پائے جاتے ہونگے کیونکہ اس سے پیشتر منو اور مہا بھارت میں بھی ان کا ذکر آتا ہے -

اور خوبصورت عورتوں سے بے حد حسد کیا کرتی تھی - لیکن جب ان میں سے کوئی اعلیٰ اور کوئی شریف گھرانے کی ثابت ہوجاتی' تو بڑی رانی راجہ کو اس سے شادی کرلینے کی رضامندی دے دیتی تھی' اور اُسے اپنی سوکن سے مساوات کا برتاؤ کرنا پڑتا تھا -

خواتین اور اُن کے اطوار و عادات

اعلیٰ طبقہ کی عورتوں میں پردہ کا تھوڑا بہت روا تھا - بعض جگہہ رانی کے نقاب کا بھی ذکر آتا ہے* ' اور ڈراما سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ نے اپنی رانی کو جادوگر کے کرتب دیکھنے کے لئے بلایا تو پہلے سب لوگوں کو کمرے سے باہر چلے جانے کا حکم دیدیا† - رانی کی ایک رفیقہ کا ذکر بھی ''علامہ خاتون'' کی حیثیت میں آیا ہے' جو کسی اعلیٰ طبقہ کی عمر رسیدہ عورت تھی' اور شاہی خاندان کے دل بہلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے ناٹک یا ایک آدھہ نظارہ (سین) تصنیف کرکے انہیں دکھانے کا اہتمام کیا کرتی تھی‡ -

* رتناولی - ایکٹ ۳ - ناگ نند - ایکٹ ۳ -

† رتنا ولی - ایکٹ ۴ -

‡ پریا درشکا - صفحہ ۳۷ -

اُونچے گھرانوں کی دوشیزہ لڑکیوں کو موسیقی، رقص اور سازندگی کے ہنر سکھائے جاتے تھے -

برھمن مسخرہ

شاھی عشق و محبت کی ریشہ دوانیوں کے سلسلہ کا دار و مدار عموماً وِدُوشك یعنی مسخرے کی عنایت پر ھوا کرتا تھا - یہہ مسخرہ اگر چہ ذات کا برھمن ھوتا تھا، لیکن ناٹك میں اسے قابل نفرت شخصیت بناکر پیش کیا جاتا تھا - یہہ حرص و آز کا بندہ تھا، اور معمولی غلام بھی اس کا مضحکہ آڑاتے تھے* - ایك ناٹك میں برھمن ودُوشك کو ایك غلام بری طرح گھسیٹتا ھے، اس کا مقدس زُنّار توڑ دیتا ھے، اور نہایت دریدہ دھنی سے برھمن دیوتا کو ''دھورا بندر'' کہکر مخاطب کرتا ھے - بان خود برھمن تھا، لیکن اس کے قلم سے بھی ایك جگہہ ''چڑچڑے اور لڑاکے برھمن'' کے الفاظ موجود ھیں† - نظارہ یہہ تھا کہ یہہ برھمن راجہ کی سواری کو گذرتے دیکھنے کے لئے درختوں پر

* ناگ نند - صفحہ ۴۳ -

† ھرش چرت - صفحہ ۲۰۹ -

چڑھہ بیٹھے تھے، اور نیچے کھڑے عصا بردار انھیں اپنے
ڈنڈوں سے بے طرح کچوکے دے رہے تھے -

ایوان شاهي

راجہ کي عادات

شاهي ایوان کي دیواریں سفید ریشمي پردے لٹکاکر
آراستہ کی جاتی تھیں - فرش پر صندل کے عرق کا چھڑکاؤ
کي خوشبو کثرت اعلی درجہ کا مشك ملا هوتا تھا - کیوڑے
کیاجاتاتھا، جس میں سے استعمال هوتي تھي - کمرے میں ایك
حصہ سا بناکر اس میں سفید پلنگ اور جڑاؤ پائیدان
رکھا هوتا تھا، یہاں راجہ صاحب ورزش اور دوپہر کے اشنان کے
بعد آرام فرماتے تھے - اُس وقت ایك دوشیزہ اپني "تازہ کنول
کي پتي ایسي هتیلی" سے آهستہ آهستہ ان کے پاؤں سہلایا
کرتی تھی - وہ دوسرے ملکوں کے راجاؤں اور وزیروں سے یہیں
ملاقات کیا کرتے تھے، اور اُن دوستوں کو بھي یہیں شرف
باریابی نصیب هوتا تھا، جو اپنے رتبہ کے لحاظ سے مقابلتاً
تنہائي میں ملاقات کرنے کے مستحق تھے* - ایوان کے بعض

---

* کادمبري - صفحہ ۱۵ -

کمروں کي دیواریں نقش و نگار سے آراستہ هوتي تھیں - ان کمروں کو چتر شالا کہتے تھے* - هر با کمال فرمانروا عموماً سحر و ساحري کے فنون سے واقف اور زهروں کے تریاق کا ماهر هوتا تھا† - لیکن راعي اور رعایا کے تعلقات سے قومي جذبات کي نشوو نما لازمي نہ هوتی تھي' حتی کہ کسی بیروني دشمن کے حملہ کے آغاز هي میں زمیندار لوگ مقابلہ کرنے کے بجائے کچھہ عرصہ کے لئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیا کرتے تھے - اگر راجہ کي طبیعت کا رجحان بدھہ مت کے عقاید کے جانب هوتا' تو وہ شستر بادہ کر اپني رعایا کی حفاظت کے اُس فرض سے غافل هو جاتا تھا' جو ایک کشتري کي حیثیت میں اس پر عاید هوتا تھا - اس پر یہي خیال مسلط رهتا تھا' کہ سلطنت کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہانا مہا پاپ هے‡ -

شہر اُجین

اب هم هرش کے دارالحکومت اُجین کی اُس تصویر کو لیتے هیں' جو بان نے الفاظ میں کھینچي هے -

---

* پریا درشک - صفحہ ۵۵ -
† پریا درشک - ایکٹ ۳ -
‡ ناگ نند - ایکٹ ۳ -

اُجین ایک با رونق اور خوش و خرم شہر تھا، جو اپنی مرکزی حیثیت کی وجہ سے جنوبی اور مغربی ہندوستان کی دولت پر حاوی تھا - اس کے گرد ایک گہری خندق تھی، اور حفاظت کے لئے مضبوط فصیل بنی ہوئی تھی، جو چونا مٹی سے سفید نظر آتی تھی - متعدد مقامات در دیلے آسمان پر باتیں کرتے ہوئے اونچے بُرجوں کا تصور بھی بان کے بیان سے بندھ سکتا ہے - بازار تجارتی مال سے بھرے ہوئے تھے - موتی، مرجان اور زمرد کی خرید و فروخت عام تھی - شہر کی تصویر گاہوں کی دیوا یں دلفریب نظاروں کے نقش و نگار سے مزین تھیں - اِن تصویروں کے نفس مضمون کا اندازہ ان تصاویر سے بخوبی کیا جا سکتا ہے، جو اجنتا اور باغ کے غاروں میں اب تک موجود ہیں - دیواروں پر تصویریں دو قسم کی بنائی جاتی تھیں - ایک وہ جنمیں پانی کے رنگ تیل کے بغیر پلستر سوکھنے سے پہلے بھرے جاتے تھے، اور جنکو اطالوی زبان میں فریسکو (Fresco) کہتے ہیں - دوسری وہ جو رنگوں کے ساتھ تیل کے بجائے کوئی اور مرغن شے مثلاً انڈے کی زردی ملاکر پلستر پر لگائی جاتی تھیں - اِس ترکیب کو اطالوی میں تیمپرا (Tempera) کہتے ہیں - مضامین اور نظارے دیوتاؤں، راکششوں،

داگوں اور دوسری پرانک ہستیوں کے ہوتے تھے، مگر روز مرہ زندگی کے نقوش خال خال ہی نظر آتے تھے - ہرش کے زمانے میں زیادہ تر شمو جی کی پوجا ہوتی تھی، جنھیں اس زمانے کے ناٹکوں اور افسانوں میں نمایاں حیثیت حاصل ہے - چوراہوں پر مندر تھے، جن پر سفید جھنڈے لہراتے نظر آتے تھے - عشق کے دیوتا کامدیو کی بھی پرستش ہوتی تھی - اس کے جھنڈے پر مچھلی کی تصویر بنائی جاتی تھی - بہار اور خزاں کے موسم میں لوگوں کے خاص تہوار منانے کا بھی ذکر ناٹکوں میں آتا ہے - ان تہواروں میں عوام کافی آزادی سے کام لیتے تھے، اور خوب شور و شغب ہوتا تھا، جو موجودہ زمانے میں ہولی کے تہوار سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے - گھنٹوں کی خوشگوار ٹن ٹن سنائی دیا کرتی تھی، اور خاص خاص اطلاعات مثلاً راجہ صاحب کی تشریف آوری اور مراجعت کا اعلان ناقوس کی صدا سے کیا جاتا تھا - مقدس کتابوں کے منتروں کے جاپ کی پیاری اور سریلی آواز اکثر کانوں میں پہونچتی تھی - بہت سے باغ باغیچے تھے، جو ہر وقت چرس یا ڈول سے سیراب ہوتے رہتے تھے - کنوؤں پر پختہ نہرے موجود تھے، اور غالباً تہ خانے بھی ہوتے تھے - ان تہ خانوں میں جانے کے لئے زینے ہوتے

تھے' جیسے آج کل باؤلیوں میں پائے جاتے ھیں - اِرد گرد مضافات میں گھنے درختوں کے تاریک جھنڈ تھے - دریائے سپرا جو چنبل کا ایک معاون ھے' شہر کے پاس سے ھو کر بہتا تھا' اور گرد و نواح کی سرزمین میں کنول کے پھولوں سے ڈھکی ھوئی، بہت سی جھیلیں بہار دکھاتی تھیں* -

لوگوں کی طرز زندگی

اُجین کے باشندے' جیسا کہ اِس دولتمند شہر کے لوگوں کو ھونا چاھئے تھا' نہایت زندہ دل اور خوشباش تھے - انہیں اپنے تعمیرات عامہ کے نمونوں پر بڑا ناز تھا' جو کوؤں' پلوں' مندروں اور تفرج گاھوں پر مشتمل تھے - شاھراھوں پر مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے چھپر بنے ھوئے تھے - دھارمک ودیارتھیوں کے لئے دار الاقامۃ اور عوام کے لئے جلسہ گاھیں تعمیر کر رکھی تھیں - اُجین والوں کے لئے سمندر کے بہترین خزانے شہر کی جانب کھنچے چلے آتے تھے - بان بھٹ کے عجیب و غریب الفاظ میں یہ لوگ "اگرچہ بہادر تھے لیکن بے حد خلیق' زبان کے میٹھے تھے لیکن راستگوئی کا دامن ھاتھ سے نہ چھوڑتے تھے' حسین و جمیل تھے' لیکن گناہ کی آلایش سے پاک'

* کادمبری - صفحہ ۲۱

مہمان نواز تھے لیکن مہمانوں سے تحفہ تحائف کی خواہش نہ رکھتے تھے، اگرچہ دولت اور محبت کے پجاری تھے، لیکن حد درجہ کے "اوصاف پسند" انھیں فنون لطیفہ سے از حد شغف تھا - ان کی گفتگو لطائف و ظرائف سے پر ہوتی تھی - پوشاک شاندار اور بے عیب پہنتے تھے - انھیں غیر ملکی زبانوں میں دسترس حاصل تھی، اور فسانوں، پوتر اِتہاس اور پرانوں کی کتھا کے شوقین تھے - مگر اِس کے ساتھہ ھی جواری بھی پکے تھے* - مینا اور طوطے بڑے شوق سے پالتے تھے - ھودج سے سجے ھوئے یا بلا عماری ھاتھی کثرت سے پائے جاتے تھے، اور گھوڑے بھی ھر جگھہ نظر آتے تھے - بان کی اِس لفظی تصویر کی تصدیق اُن تصویروں سے بھی ھوتی ھے، جو غاروں میں موجود ھیں -

دیہات، جنگل، آشرم اور چنڈالوں کی فرود گاھیں

ملک کی آبادی گنجان نہ تھی - اِس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، کہ سڑکوں وغیرہ کا کوئی قابل تعریف انتظام موجود تھا - بہت سا رقبہ جنگلوں سے پٹا پڑا تھا، جن میں ھاتھیوں کی کثرت تھی "سیکڑوں شیر ببر

* کادمبری - صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲

دھاڑتے پھرا کرتے تھے جنگلوں میں سنیاسیوں کے آشرم اور پشچاتاپ کے لئے تپوبن تھے - ایسے مقاموں پر شکار کے دوران میں اکثر راجہ مہاراجہ اُترا کرتے تھے - سنیاسیوں کے آشرم صنف نازک کے اثر سے خالی نہ تھے - ناٹکوں میں راجاؤں کی اکثر عاشقانہ ریشہ دوانیوں کا مرکز کوئی اعلیٰ گھرانے کی دو شیزہ ہوتی ہے، جس نے کسی سنیاسی مہاتما کی دھرم پُتری کی حیثیت میں اپنی ہی صنف کی بہت سی سہیلیوں میں پرورش پائی ہوتی ہے -

بان نے ایک بڑی عجیب وحشی آبادی کا ذکرکیا ہے - یہ چنڈالوں کی ایک فرود گاہ تھی، جسے بان بھٹ نے دنیا بھر کی بدعنوانیوں کا گہوارہ لکھا ہے - چنڈالوں کے لڑکے شکار کھیلنے، کتوں کی ڈوریاں کھینچنے اور چھوڑنے، باز سِدھانے، جال کی مرمت کرنے، ہتیار سجانے اور مچھلیاں پکڑنے میں مصروف نظر آتے ہیں - ان کے جھونپڑے بانس کے گھنے جنگلوں میں پوشیدہ ہوتے تھے - احاطوں کی حدود کھوپڑیوں کے خرمنوں سے بنی ہوتی تھیں - راستوں میں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہوتے تھے، ان میں ہڈیاں کثرت سے پائی جاتی تھیں - جھونپڑے کے صحن میں خون، چربی اور گوشت کے لوتھڑوں کی کیچڑ سی ہوتی تھی - ان کا ملبوس بھدے سے جنگلی

ریشم کا هوتا تها' اور بستر کي جگهه یه لوگ خشك کهالیں استعمال کرتے تهے - ان کے گهروں میں سنتري کا کام کتوں سے لیاجاتا تها' اور یه لوگ گایوں پرسوار هوتے تهے - اس وحشت انگیز لفظي تصویر کا لب لباب بان نے اس مختصر مگر پُرمعني فقره میں ادا کردیا هے' که "یه جگهه تمام جهنموں کا نقشه تهي*" - شاید یه لوگ ان جرائم پیشه قبائل کے آباواجداد تهے' جن کي فرودگاهیں آج کل بهي هندوستان میں پائي جاتي هیں - البته ان لوگوں پر آج کل کي سي پابندیاں عاید نه تهیں' اور معلوم هوتا هے' که وه مقابلتاً خوش حال اور فارغ البال تهے - یا شاید وه ان قبائل کے نمائندے هوں' جن کا بهت بڑا حصه رفته رفته عام آبادي میں گُهل مل چکا هو -

شِوجی کا اُپاسک

هرش چرت میں ایک شَیوتپسوي کي شکل وصورت اور لباس کا مفصل بیان موجود هے' جس کا مطالعه همارے لئے کار آمد هوگا - اس کے ساتهه جوگیوں کا ایک جمگهت تها - وه صبح سویرے اتهه کر اشنان کرتا'

* کادمبري - صفحه ۲۰۴

آٹھوں مقررہ طریقوں پر پھولوں کی بھینٹ چڑھاتا اور ہَوَن
کا اہتمام کرتا تھا - زمین پر گائے کے تازہ گوبر کا چوکا دیا جاتا
تھا - تپسوی شیر کی کھال کے آسن پر بیٹھتا تھا ' جس کے
گردا گرد بھبوت کی ایک لکیر مینڈل ایسی بنی ہوتی تھی -
تن ڈھانکنے اور سردی سے بچنے کے لئے وہ ایک سیاہ اُونی چولا
استعمال کرتا تھا - اپنے بالوں کو اُوپر کی جانب اِکٹھے کرکے
گرہ دے لیتا تھا ' اور اس کی جٹاؤں سے مالا کے گول گول منکے
لٹکتے نظر آتے تھے - عمر پچپن سال کے قریب ہو گئی - سر کے
کچھہ بال سفید ہو گئے تھے ' اور چندیا کہیں کہیں سے
گنجی نظر آتی تھی - کان بالوں سے ڈھك رہے تھے - مستك
چوڑا تھا ' اور اِس پر بھبوت کا تلك لگا رکھا تھا ' - کبھی
کبھی وہ تیوری چڑھا لیتا تھا - اس کی لمبی لمبی آنکھیں
زردی مائل تھیں ' اور ان کے گوشوں میں لال لال ڈورے
دکھائی دیتے تھے - اس کی ناك کا سرا گرڑ پنکھی کی چونچ
کی طرح مڑا ہوا تھا - دانت گرنے شروع ہو گئے تھے ' لیکن
جو باقی تھے ' وہ " شو مہاراج کی کلغی کی مانند سفید تھے '
وہ شو مہاراج جو ہر وقت اس کے دل کے سنگھاسن پر براجمان
رہتے تھے " - اس کا ہونٹ ذرا نیچے کو لٹکا ہوا تھا - لمبے
لمبے کانوں میں بلوری مندرا شوبھا دے رہی تھیں - ایك

بازو میں لوہے کا کنگن پہن رکھا تھا ' اور جڑي بُوٹیوں سے
مرکب ایك تعویذ بندھا ہوا تھا - داٹیں ھاتھہ سے مالا
جپتا رھتا تھا - اس کے سینے پر لٹکتی ھوئی لمبی داڑھی گویا
ایك جھاڑو تھی ' جو سینے کو خواهشات کے گرد و غبار سے پاك
و صاف کر رھی‌تھی " - لنگوت پوتّر کتان کا بنا ھوا سفید تھا -
اس کے پاؤں کے تلوے ملائم اور سرخ تھے ' اور وہ هر وقت کھڑاؤں
پہنے رھتا تھا' جو بالکل سفید اور پانی سے ڈھلی ھوتی تھیں -
اس کے پاس بانس کا ایك ڈنڈا تھا ' جس کے سرے پر لوھے کا
سوا لگا ھوا تھا - بات چیت بہت کم اور آهسته آهسته کرتا
تھا ' اور ساتھہ ھی مسکراتا جاتا تھا - اس کے متین اور
فرسودہ چہرے پر رحم دلي اور دانائي کي جھلك نظر آتي تھي -
اس کي فیاض صورت سے صداقت و پاکیزگی ' صبر و اِستقلال
اور روحاني مسرت ٹپکتي تھی - بان بہت کے الفاظ میں " یه
ھے مہاتما بھیرو چاریہ کي تصویر " جو سچ مچ شوجی کا اوتار
تھے* " -

اس قسم کي بہت سی لفظی تصویریں موجود ھیں' لیکن
هم صرف دو اَوْر تصویروں کے سر سري معاینه پر اکتفا کرینگے -
ایك تو یه ' که راجه کے گھر میں فرزند تولدھونے پر کس طرح

* هرش چرت - صفحه ۲۶۳ و ۲۶۴ -

جشن منایا جاتا تھا ' اور دوسرے وندھیاچل میں ایک دوردست گاؤں کا جو نقشہ بان نے کھینچا ھے ' اُس پر سرسری نظر ڈالینگے -

راجکمار کی تولید پر جشن تہنیت

جب راجہ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ھوتا ' تو یہ مژدۂ جاں فزا شہر کے تمام لوگوں تک پہنچادیا جاتا ' اور وہ دل کھول کر خوشیاں مناتے تھے - اس وقت بے جان چیزوں میں بھی مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑتی نظر آتي تھی - اُسي وقت نرسنگھوں میں سے کسي کے بجائے بغیر بلند اور سریلي آواز خود بخود نکلنے لگتي تھي ' ڈھول اور مردنگ آپ سے آپ زور زور سے بجنے لگتے تھے ' گویا بے کہے سنے خود اپني رضا و رغبت سے خوشیاں منانے لگتے تھے - گھوڑے اپنے ایال ھلا ھلا کر جوش مسرت سے ھنہناتے تھے - ھاتھي اپني سونڈ اُوپر اٹھاکر اس جشن عام میں حصہ لیتے تھے - ھولی کي طرح آگ کے شعلے آسمان کي طرف بلند ھوتے نظر آتے تھے - برھمن دیوتا سفید لباس پہنے ' ویدمنتروں کا جاپ کرتے ننھے راجکمار کو اشیرباد دینے آتے تھے - خاندان کے بڑے بوڑھے جلد جلد شاھي محل میں جمع ھونے لگتے - اس تقریب سعید پر

بہت سے قیدي آزاد کئے جاتے ' اور وہ اپني لمبی لمبی گرد آلودہ داڑھیاں ھلاتے اُچھلتے کودتے ھجوم میں جا شامل ھوتے - مسرت و شادمانی کے اس جوش و خروش میں شاھی محل کا سارا نظام درھم برھم ھوجاتا - خلقت کا ھجوم عصا برداروں کی ذرابھی پروا نہ کرتا - لوگ رنواس تك جاپہنچتے تھے - اس وقت آقا اور غلام ایك ھی سطح پر نظر آتے ' بچے بوڑھے کی کوئی تمیز نہ رھتی ' عالِم اور جاھل دوش بدوش دکھائی دیتے ' با ھوش اور بدمست میں کوئی فرق نہ رھتا ' امیر زادیاں اور عام کوچہ گرد عورتیں ایك ھی انداز میں قہقہے لگاتی دکھائی دیتیں - غرض شہر کا شہر دنیا و مافیہا سے بے خبر رنگ رلیاں مناتا نظر آتا تھا - ھمسایہ راجاؤں کی رانیاں ھزاروں کی تعداد میں اپنے پیچھے خادموں اور ماماؤں کے سروں پر بے شمار تحفے لوائے شاھي محل کي طرف آتي دکھائي دیتي تھیں - شراب خانوں سے بادۂ گلرنگ کے فوارے چھوٹنے لگتے تھے' اور لوگوں کا بے مہار ھجوم بے جھجك بیہودہ چھیڑ چھاڑ کرتا اور بے روك ٹوك اُودھم مچاتا پھرتا تھا - سب لوگ ایسے بیہوش و بے خود ھو جاتے تھے' جیسے پاگلوں کا تہوار منایا جا رھا ھو' کیونکہ یہ راجکمار کی تولید سعید کا دن تھا* -

---

* ھرش چرت - صفحہ ۱۱ لغایت ۱۱۲ -

کوہ وندھیاچل میں ایک گاؤں

کوہ وندھیاچل کے جنگلی گاؤں کے گرد دور دور تک جنگل
پھیلے ہوئے تھے - یہاں بڑ کے دیوسار درخت نظر آتے تھے، جن کے
گرد خشک شاخوں سے گایوں کے لئے باڑے بنا رکھے تھے -
شیر اکثر چھوٹے موٹے بچھڑوں پر حملہ کر کے انہیں مار ڈالا
کرتا تھا، اس موذی کو پھانسنے کے لئے جھلائے ہوئے
کسانوں نے پھندے لگا رکھے تھے - جنگلوں میں کہیں کہیں
دھانوں کے کھیت، کھلیان، اور فصلیں نظر آتی تھیں -
کاشت بہت کم ہوتی تھی، اور زیادہ تر کھیتوں کو پھاوڑے
سے کھود کر بیج بویا جاتا تھا - کھیتوں میں اُونچے اُونچے
مچان بنا رکھے تھے، جہاں سے لوگ فصل کی حفاظت کرتے
تھے، اور جنگلی جانوروں کو آتے دیکھ کر ڈرا دھمکا کے بھگا
سکتے تھے - سڑک پر کے درختوں سے چھوٹی چھوٹی منڈھیاں
بنائی ہوئی تھیں - ان میں لکڑی کی تپائیوں پر پانی کے برتن
رکھے ہوئے تھے - یہاں سورج کی تپش سے بڑا آرام ملتا تھا -
کہیں کہیں لوہاروں نے کوئلہ تیار کرنے کے لئے بھٹیاں بنا رکھیں
تھیں، جن میں لکڑی کے انبار جل رہے تھے - گاؤں کے لوگ
بڑے بڑے کلہاڑے کندھوں پر رکھے اور کھانے کے برتن گلے
سے لٹکائے ایندھن جمع کرنے آیا کرتے تھے - کبھی ان کے آگے

قوي هيكل بيلوں كي جوڑياں بهي هوتي تهيں - شكاري اور چڑيمار هاتهوں ميں جال اور پنجرے لئے اپنے شغل كي دهن ميں پهرا كرتے تهے - لوگ هر قسم كي جنگلي پيداوار مثلاً شهد، مور كي دُم كے پر اور موم وغيره جمع كر كے گاؤں ميں لے آتے تهے - عورتيں جنگلي پهلوں كے ٹوكرے سروں پر دهرے چلي آتي تهيں - گئوں كے احاطے بهي تهے، جن كي پرداخت بڑي احتياط سے كي گئي تهي، اور اِرد گرد باڑ لگا ركهي تهي - اِدهر اُدهر جهاں ديكهو كالے هرن چوكڑياں بهرتے نظر آتے تهے - گاؤں والوں كي جهونپڑياں بانس اور كانٹے دار جهاڑيوں كے درميان ايك دوسرے سے دور دور تك پهيلي هوئي تهيں - زمين ميں كهونٹے گاڑ كر چهوٹے بچهڑوں كو ان سے باندھ ركها تها - مرغوں كي اذان سے بكهرے هوئے گهروں كے محل وقوع كا پته چلتا تها - ديواريں بانس كے پتّوں، شاخوں اور گهاس پهونس سے بني هوئي تهيں - ان ميں كهيں كهيں رنگ كے چهينٹے بهي نظر آ جاتے تهے - لوگوں نے چهوٹے چهوٹے جانور مثلاً جنگلي بِلّياں، سدهائے هوئے سانپ اور نيولے بڑي محبت سے پال ركهے تهے - اس سے اندازه هو سكتا هے، كه ان ديهات كي طرز زندگي اور جنگلي زندگي ميں كس قدر يگانگت تهي* -

---

* هرش چرت - صفحه ۲۲۵ لغايت ۲۲۹

نسلیں اور لباس

ادبی نقّاش کے قلم سے نکلے ہوئے اِس مرصّع بیان کو چھوڑ کر ہم اُن اقتصادي کوائف کا مطالعہ کرینگے' جو چیني سیاح کے سفر نامہ میں سے مقابلتا سادہ عبارت میں اخذ کئے جا سکتے ہیں - لیکن اس سے پہلے چند ایسے امور کي طرف توجہ کرنا مفید ثابت ہوگا' جو اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي سے واضح ہوتے ہیں - اَجنتا کے غار* میں (جس کي تاریخ چھٹي سے ساتویں صدي عیسوي تک شمار کر سکتے ہیں) کھدائي کا نہایت دلکش کام موجود ہے' جو ستونوں کے بالائي حصوں کي تختیوں پر کیا ہوا ہے - یہ کام اِس قدر بلندي پر ہے' کہ اِس کي شکلوں پر عام سیاحوں کي نظر بہت کم پڑتي ہے - نسواني شکلوں کے خط و خال اور قد و قامت قریب قریب یوناني ہیں - بعض دوسرے غاروں میں اکثر چہروں کي شکل و شباہت اور سر کا لباس ایراني بھي ہے - کیا یہ کام یوناني یا ایراني نمونوں کے مطابق تیار کیا گیا تھا؟ مہاتما بُدھ یا بودھي ستو اور ہاتھ میں پھول لئے ہوئے اِندر دیوتا کي تصویروں کے ہلکے

---

* کاٹرنگٹن - تصویر ۳۵ -

اور دفیبس* خطوط سے معلوم ہوتا ہے، کہ اُس زمانے میں مصوري کا فن نفاست کے اعتبار سے کس عروج پر پہنچ چکا تھا - ایك تصویر میں سیاہ گھنگربالے بالوں والا راجکمار اشنان کرتا دکھایا گیا ہے† - وہ ایك چوکي پر بیٹھا ہے، اور خادم اُس پر برتنوں میں سے پاني ڈال رہے ہیں - اِس تصویر سے بان بھت کي لفظي تصویر کي خوب تشریح ہوتي ہے - باغ کے غاروں میں گویا عورتوں کے دو گروہوں کي تصویریں ہیں،‡ جو ترکیب تصویر پر انتہائي قدرت، ہاتھوں اور چھرے کے نہایت نفیس اور دلکش نقوش اور بحیثیت مجموعي ہو بہو تصویر اُتار نے کے فن کے اعلی معیار پر دلالت کرتي ہیں - یہ بات بھي قابل ذکر ہے، کہ چھروں کي رنگت ایك دوسرے سے مختلف ہے - گورے چٹے سے لیکر کالے بھجنگ تك ہر رنگ کے چھروں کي تصویریں موجود ہیں - اسي طرح خط و خال اور سر کے لباس میں اختلاف ہے - تصویروں میں جو کپڑے پہنا رکھے ہیں، ان میں بھي کمي بیشي پائي جاتي ہے - قریبا عریاں سے لیکر اُن پورے ملبوس میں بني ہوئي تصویروں

* اجنٹا - تصویر ۱۱

† اجنٹا - تصویر ۱۲

‡ باغ - تصویر ۵ ر ۴

تک موجود ہیں، جو اِن دونوں گروہوں کے مرکزوں میں نظر آتی ہیں - معلوم ہوتا ہے، اس وقت تک ہندوستان کی آبادی میں نسلی اختلاط نے ابھی مستقل صورت اختیار نہ کی تھی - علم ادب اور روایات کی صورت میں جو شہادت دستیاب ہوتی ہے، اُس سے بھی ہم یہی نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں -

انواع حقیت اراضی

جن اقتصادی کوائف کا ضمنا ذکر ہو چکا ہے، ان کے علاوہ بعض مزید حالات مختصراً بیان کئے جا سکتے ہیں - مادھوبن (ضلع اعظم گڑھ) کے عطیہ کا جو پتہ تانبے کی تختی پر کندہ ہے،* اس سے پانچ قسم کے محاصل کا پتہ چلتا ہے، جو دیہات میں زمین کے قابضوں کو ادا کرنے پڑتے تھے، یعنی (۱) تُلامایا، (۲) پیدا وار کا ایک مقررہ حصہ، (۳) نقد رقم، (۴) ذاتی خدمات، اور (۵) دیگر محاصل - تلامایا سے کیا مراد ہے؟ غالبا یہ تلائی سے ملتی جلتی کوئی رسم ہوگی، جو آج تک پرانی روش کی دیہاتی منڈیوں میں رائج ہے - ہمارے لئے یہ کہنا مشکل ہے، کہ پیدا وار

* ایپِگرافیا انڈیکا - جلد ۱۴۹ صفحہ

کا حصہ، نقد روپیہ اور ذاتي خدمات تینوں کي تینوں
هر قابض اراضي کو بہ یك وقت ادا کرني پڑتي تهیں
یا مختلف قسم کي زمینوں سے قسم وار تینوں میں سے
کوئي چیز وصول کي جاتي تهي - اغلب یهي هے، که
کسي خاص حقیت اراضي پر ان میں سے کوئي
نہ کوئي قابل ادا هوگي ' لیکن ساته هي گاؤں میں یا
بحیثیت مجموعي تمام دیهات مین سب کي سب مروج
هونگي - دیگر ” محاصل “ کي وسیع اِصطلاح میں ممکن
هے وہ مختلف قسم کي رقوم ابواب یا سوائي بهي شامل
هوں، جو آج تك دیهات میں وصول کي جاتي هیں -

دیگر محاصل حکومت

یؤان چوانگ لکهتا هے، که هندوستان پر محاصل کا
بوجهه چین کي نسبت هلکا تها، اور حکومت بهي سخت
اور جابر نه تهي - لیکن پهر بهي وہ اپنے وطن کو هندوستان
سے بدلنے پر راضي نه تها - هندوستان میں خاندانوں کا
اِندراج رجسٹروں میں نه هوتا تها، اور لوگوں کو جبري
مزدوري یا بیگار بهي نهیں کرني پڑتي تهي - ظاهر هے، که
اس نے کلي یا جزوي ذاتي خدمات متعلقه اراضي کو جبري

مزدوري میں شامل نہیں کیا - شاهي مقبوضات چار حصوں میں منقسم ہوتے تھے، ایك حکومت کے معمولي اخراجات اور حکومت کي طرف سے جو پوجا پاٹ کا اهتمام ہوتا تھا اُس کے لئے، ایك اعلیٰ سرکاري عہدہ داروں کي جاگیروں کے لئے، ایك اعلیٰ دماغي قابلیت پر انعام و اکرام کے لئے، اور ایك مختلف مذهبي فرقوں کو تحفہ تحائف دینے کے لئے - شاهي کاشتکاروں سے پیداوار کا چھٹا حصہ لگان کے طور پر لیا جاتا تھا - اراضي کے عطیات کا بہت رواج تھا، اور سرکاري عہدہ داروں کو تنخواہ کے بجائے عموما جاگیریں دي جاتي تھیں* -

پیداوار : اطوار اور رسوم

چُنگي کا محصول رائج، تھا اور معابر پرسے تجارتي مال گزارتے وقت بھي خفیف سا محصول ادا کرنا پڑتا تھا - کھیتوں میں دھان اور گیہوں کثرت سے پیدا ہوتے تھے - ان کے علاوہ سرسوں، خربوزہ اور کدو کي کاشت بھي ہوتي تھي - لوگوں کي عام خوراك دودھ، گھي، شکر، چپاتي اور بھنے ہوئے اناج پر مشتمل تھي، اور سرسوں کا تیل بھي استعمال کیا

---

* ہیؤان چوانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۷ -

جاتا تھا - مچھلي، بھیڑ اور ھرن کا گوشت بھی لذیذ کھانوں کے طور پر استعمال ھوتا تھا - پینے کے لئے مختلف ذاتوں کے لئے مختلف اشیاء مخصوص نہیں، دن میں سے ویش لوگ ایک تیز اور مقطّر منشّی عرق پیتے تھے - یہاں کے لوگ ھاتھہ سے کھانا کھاتے تھے، چینیوں کی طرح چمچہ اور بانس کي چمتي سے کام نہ لیتے تھے - البتہ بیماري کي حالت میں تانبے کے چمچے استعمال کئے جاتے تھے* -

بیماري اور موت

بیماري کي حالت میں سات دن کے لئے مریض کي خوراک بند کردي جاتي تھی - اگر اس فاقہ سے مرض دور نہ ھوتا، تو پھر دوا دارو شروع کرتے - غالبا اُس وقت بھي آج کل کي مانند جنھیں خدا نے دے رکھا تھا، وہ ضرورت سے زیادہ کھا لیتے تھے، اور جن بیچاروں کا گزارہ ھي مشکل سے ھوتا تھا، وہ قوت لایموت کو بھي ترستے تھے - مردے کي نعش یا تو جلا دیتے تھے یا دریا میں بہا دی جاتي تھي، اور یا اُسے یونھي جنگلي جانوروں کا پیٹ بھرنے کے لئے پھینک دیتے تھے - برھمنی

---

* یوان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۶ لغایت ۱۷۸ -

مذهب کے پیرو اپنے مُردوں کا ماتم رو بیٹ کر کیا کرتے تھے - لیکن بدھ مت والوں میں اِس کا رواج نہ تھا * - دونوں مذاهب والوں کا تناسب مختلف مقامات پر مختلف تھا - اکثر جگہ یہ برابر برابر بھي ہوتے تھے -

جرائم : ذات پات

مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیجاتي تھیں' لیکن جرائم کي کثرت نہ تھي - مجرم کو معاشرتي دائرہ سے خارج کر دیتے تھے' اور عمر بھر کے لئے قید کر دیا جاتا تھا - مجلسي اخلاق کے خلاف عمل کرتے اور حکومت یا باپ سے غداري کے مجرم کا کوئي عضو مثلاً ناك' ایك كان' ایك ہاتھ یا ایك پاؤں کاٹ ڈالتے تھے' یا اُسے جلاوطن کر دیا جاتا تھا - بعض جرائم کی سزا فریق ثاني کي رضامندي سے جرمانے ہي تك محدود رہتي تھي - ملزم کے مجرم یا بیگناہ ہونے کا فیصلہ کرنے کے لئے مختلف آزمائشیں بھي مقرر کر رکھي تھیں' مثلاً اگر ملزم پاني میں پھینك دینے پر ڈوبنے سے بچ جائے' تو اُسے جرم سے بري سمجھ لیا جاتا تھا - اِسي طرح

* یوآن چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۴ و ۱۷۵ -

ترازو، آگ اور زہر سے بھي مدد لي جاتي تھي* - مشہور چار ورنوں کے علاوہ ملک میں بے شمار مخلوط ذاتیں موجود تھیں† -

ہندوستانی اخلاق واطوار

یہ تفصیلات کچھ بہت مکمل نہیں ہیں، لیکن ان سے چیني سیاح کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے، اور ان خیالات کے لئے وہ ہمارے شکریہ کا مستحق ہے، اُسنے ہندوستانی اخلاق کے اندازہ میں بھي بڑي فراخدلي سے کام لیا ہے - ان امور کے متعلق ہندوستاني علم ادب سے جو شہادت دستیاب ہوتي ہے، وہ چونکہ خود اہل ملک کي طرف سے ہے، اِس لئے مقابلتاً زیادہ مکمل اور مفصل ہے -

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲ -

† یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۶۸ -

لکچر سویم

(دسویں اور گیارھویں صدي عیسوي)

اسناد و شواھد

ھند وسطیٰ کے دوسرے دور پر غور کرتے وقت، جو قریبا دسویں اور گیارھویں صدي سے شروع ھوتا ھے، ھم یہاں بہت ایسے فسانہ نگار کي کھینچي ھوئي لفظی تصاویر کي مدد سے محروم رھینگے - بخلاف اس کے ھمیں ھندوستاني خیالات کے متعلق مسلم فلسفي اور ریاضي دان البیروني کے متین بیان سے کام لینا ھوگا - البیروني نے یہ حالات قریباً (سنہ ۱۰۳۰ع) میں قلمبند کئے تھے، اور وہ محض اتفاقیہ طور پر بعض ایسے کوائف و رسوم کا ذکر کرگیا ھے، جن سے ھندوستان کی معاشرتي زندگي پر روشني پڑتي ھے - اس کے علاوہ مسلمان جغرافیہ دانوں اور مؤرخوں کي تصنیفات میں بھي ھندوستان کا کچھہ حال ملتا ھے - لیکن یہہ کچھہ غیر مسلسل سا ھے، کیونکہ سندہ پنجاب اور ساحل بحر سے آگے

مسلمانوں کو بہت کم دخل حاصل تھا - تاہم دیگر ذرائع سے حاصل کي ہوئي واقفیت کي توضیح و تکمیل میں ان سے بہت کچھہ مدد ملتي ہے - ادب ڈراما میں ہمارے پاس راج‌شیکھر کا ناٹك کپور منجري موجود ہے ، جس کي تاریخ تصنیف قریبا سنہ ۹۰۰ع معین کي جاسکتي ہے - اس کے علاوہ راج‌شیکھر کي چند اَوْر تصنیفات بھي ہیں' جو اگرچہ اِس قدر مفید نہیں' مگر کار آمد ضرور ہیں - کپور منجري کا ناٹك تمام و کمال پراکرت میں ہے - اس کے متن کا مطالعہ ہم ستین کونو (Sten Konow) کے تیار کردہ قابل تعریف ایڈیشن میں کرسکتے ہیں - متن کے علاوہ اِس میں سی-ایچ لانمین (C. H. Lanman) کے قلم سے انگریزي ترجمہ بھي موجود ہے - غالباً آپ کو معلوم ہوگا' کہ اس کا ایك ہندي ترجمہ بھي بنارس سے شائع ہوا تھا' جو ہندي کے مشہور و معروف ودوان پنڈت ہریشچندر نے سنہ ۱۹۳۹ع بکرمي سنہ ۱۸۸۳ع میں کیا تھا - جہاں تك کتبوں کا تعلق ہے' ان کي خاصي تعداد جمع کرلي گئي ہے' اور ان کي ترتیب و تشریح کے متعلق بھي کچھہ کام ہوچکا ہے - ان کا مطالعہ کرنا چاہو' تو کتبات ہند (Epigraphia Indica) کي ضخیم جلدیں موجود ہیں یا اِنڈین اینٹکوري (Indian Antiquary) یا

ایشیاٹک سوسائٹی اَف بنگال، رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لنڈن) کی شاخ بمبئی، اور خود رائل ایشیاٹک سوسائٹی لنڈن یا اُن دوسری علمی انجمنوں کے رسائل وجرائد سے ہوسکتا ہے، جو مشرقی ممالک میں دلچسپی لے رہی ہیں - سوم دیو کا کتھاسرت ساگر قریباً سنہ ۱۰۷۰ع میں لکھا گیا تھا - اِس فسانوں کے مجموعہ میں، قدیم زمانہ کے متعلق بھی عام قصہ کہانیوں اور علم ادب سے اخذ کیا ہوا بہت سا مصالحہ موجود ہے، لیکن فسانوں کے انداز بیان سے خود اِس دور کی معاشرتی زندگی کے متعلق بھی کافی اشارات مل جاتے ہیں اس زمانہ کی نقاشی، مصوری اور فن تعمیر کا مطالعہ بہترین طریق پر ایلیفنٹا اور ایلورا کے غاروں یا چندیل راجپوتوں کے مندروں اور عمارتوں میں ہوسکتا ہے - جن کے نہایت نفیس نمونے اب تک ریاست کھجراہ واقع بُندیل کھنڈ میں موجود ہیں - پوری میں جگن‌ناتھ جی کا مندر سنہ ۱۱۰۰ع کے قریب تعمیر ہوا تھا - اِس میں سنگ تراشی کے بعض نمونے اگرچہ بعد کے زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم اِن سے کچھ ایسی تحریکات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، جن کا آغاز دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں ہوا تھا -

زبانیں

پراکرتیں اور عام بول چال کی زبانیں

پنڈت ھریشچندر کہتے ھیں، کہ کپور منجری ناٹک خالص پراکرت میں لکھا گیا تھا - خود اُن کے الفاظ بھی سُن لیجے - لکھتے ھیں، " یہ ناٹک شدہ پراکرت بھاشا میں راج شیکھر کبی کا بنایا ھوا ھے" - لیکن زمانۂ حال کے یوروپین مؤرخوں نے ثابت کر دیا ھے، کہ راج شیکھر کے زمانے میں سنسکرت اور پراکرت دونوں مردہ زبانیں تھیں، وہ اپنے ناٹکوں میں سور سینی اور مہاراشٹری پراکرت مخلوط صورت میں استعمال کرتا ھے - اس کے زمانے (دسویں صدی) میں ھندوستان کی واقعی بول چال کی زبانیں سراٹھارھی تھیں، اور وہ ایسی زبانوں مثلاً مرھٹی کے الفاظ اکثر استعمال کر جاتا تھا* - وہ خود بھی مہاراشٹرھی کا ایک برھمن تھا، لیکن قنوج کے دربار میں جا کر وھاں کے راجہ کا گرو مقرر ھوگیا تھا - بول چال کی جدید زبانیں اس زمانہ میں معرض وجود میں آنے لگی تھیں، اور اس وقت تک غالباً ایک دوسری سے اس قدر مختلف

* کپور منجری - صفحہ ۲۳۶ -

نہ تھیں، جتنی بعد میں ہوگئیں - سنسکرت اور پراکتوں پر عبور حاصل کرلینے پر پنڈت لوگ بے تکلف سارے ہندوستان کا سفر کرسکتے تھے - مختلف مقامات پر ان کی گفتگو نہ صرف کتابی زبانوں کے ذریعے پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھ میں آجاتی تھی، بلکہ اَپ بھرنسوں کے ذریعے عوام سے بھی کام چل جاتا تھا - اِن اَپ بھرنسوں کو سنسکرت سے غالباً وہی تعلق ہوگا، جو یورپ کے عہد وسطیٰ میں اطالوی اور فرانسیسی کو علمی، مذہبی یا قانونی زبان لاطینی سے ہوتا تھا - اَپ بھرنسوں سے مقامی اثرات و ضروریات کے باعث حال کی دیسی بولیاں پیدا ہورہی تھیں - دکن دیس میں دراوڑی زبانوں کے الفاظ بھی سنسکرت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے، اور دکشنی پنڈت اپنی بولیوں کا سلسلہ سنسکرت سے ملانے پر آمادہ تھے -

شمالی اور جنوبی ہند کے تعلقات

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں ہرش کے زمانے ہی میں کافی راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی، لیکن اس دور میں ان تعلقات کا رشتہ اَور بھی مضبوط ہوگیا - ہرش چرت

میں جن ودوان تپسویوں کا ذکر آتا ھے' اُنھیں اور خصوصاً سحر و ساحری کے کرشمے دکھانے والوں کو دکن ھی کے باشندے بتایا گیا ھے - دکن میں ھرش کا ھم عصر پالو راجہ مہندر وِکرم ورمن تھا' جو ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں کانچی (موجودہ کانجی ورم) میں راج کرتا تھا - اس نے ایک مذاقیہ ناٹک لکھا تھا - جس میں دو شمالی پراکرتیں (سور سینی اور ماگدھی) پائی جاتی ھیں - اس ناٹک میں دو مذاھب یعنی بدھ مت اور شیومت کا ذکر آتا ھے' اور دونوں مضحکہ انگیز رنگ میں پیش کئے گئے ھیں - اس کی وجہ غالبا ناٹک کا انداز ھے' کیونکہ اس میں ھر چیز حتی کہ ھر قسم کے تپسویوں اور سنیاسیوں کا بھی مضحکہ اڑایا گیا ھے - اگر چہ اس ناٹک کا مقام واردات کانچی ھے' لیکن فضا اور عام حالات شمالی ھند کے ناٹکوں سے بہت ھی کم مختلف ھیں - شنکر آچاریہ کے زمانے (آٹھویں صدی کے اواخر اور نویں صدی کے اوائل) میں ھندوستان کے خیالات و عقائد میں جو عظیم الشان مذھبی انقلاب رونما ھوا' اُس کی رھنمائی کا سہرا حقیقت میں جنوبی ھند ھی کے سر ھے - شنکر اچاریہ نے شمالی اور جنوبی' مشرقی اور مغربی سارے ھندوستان کا دورہ کیا - اِن سیاحتوں

سے ہندوستان کے مذہبی خیالات میں بہت کچھہ یکرنگی پیدا ہوگئی - اِس کے علاوہ بدھہ مت کے خلاف جو مہم جاری تھی، اُسے بہت تقویت پہنچی، اور ناگوار فرقہ وارانہ جھگڑے دور کرکے ایك وسیع مذہبی فلسفہ کے ذریعے لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش ہونے لگی - راج شیکھر کے زمانہ (قریباً سنہ ۹۰۰) تك پہنچنے پر معلوم ہوتا ہے، کہ شمال و جنوب کے سیاسی مناقشات اِن کو زبان، علم ادب اور معاشرت کے اعتبار سے ایك دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعہ بن رہے تھے - کاویہ‌میمانسا کے سترھویں باب میں وہ اصل موضوع سے ہٹ کر تمام ہندوستان کے متعلق جغرافی تفصیلات بیان کرنے لگتا ہے - اُس وقت بھی آریا ورت کوہ ہمالہ اور کوہ وندھیا کی درمیانی سر زمین ہی کا نام تھا - اس کے مشرق، مغرب، شمال اور جنوب کے چاروں خِطّوں کا حال تو مفصل بیان کیا ہے، مگر وسطی علاقہ کے متعلق تفصیلات نہیں بتائیں، کیونکہ ہر شخص اِس خِطّہ سے واقف سمجھا جاتا تھا - اِس سلسلہ میں "مشرق" بنارس سے مشرق کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے* -

---

* ویدیا - جلد ۳ - صفحہ ۸ و ۹ -

نساوں کا اختلاط اور جدید معاشرتی شیرازہ بندی

راج شیکھر برھمن تھا' لیکن اِس کی بیوی چوھان نسل کی راجپوت شہزادی تھی - اونچی ذاتوں میں اس طرح باھمی رشتہ ناتہ کی اَوْر مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ھیں - غالباً اس وقت کا رواج یہ ھوگا' کہ برھمن مرد کسی راجپوت عورت سے شادی کرلے' لیکن اس کے برعکس عمل ممنوع ھوگا - بہت سے کشتری وبش عورتوں کو چھوتی بیویوں کے طور پر حبالۂ عقد میں لے آتے تھے* - مذھب کے لحاظ سے راج شیکھر شئیو تھا' لیکن جین مت والوں کے لئے اس کے دل میں بڑی عزت تھی - وہ جنوبی ھند کے مناظر اور وھاں کے اوضاع و اطوار اور رسم و رواج کا ذکر بڑے مزے لے لے کے کرتا ھے - دراوڑ عورتوں کا ذکر کرتے وقت وہ اُن کے "سیاہ رخساروں' پاکیزہ مسکراھٹ اور سپاری کی چھال کی رگڑ سے سفید بنے ھوئے دانتوں" کا بیان کرتا ھے - "کرناٹا کی نو خیز دوشیزہ لڑکیوں کے گیسو اور لٹا (زیرین نربدا کا شمالی علاقہ) کی لہو و لعب سے رغبت" بھی اس کی توجہ کا مرکز بنتی ھے† - گندھرو بواہ جو محض مرد و عورت

* ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۲۱۹ -
† کپور منجری - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۲۱۳ -

ے جسمانی مذہبوگ کا نام ہے اور جس میں کسی قسم کے
رسوم کی ادائیگی ضروری نہیں' اس زمانے میں عام تھا'
اور کتھا سرت ساگر سے مسلوں اور ذاتوں کے اختلاط کا حال
بھی اخذ ہو سکتا ہے* - نہ صرف تین اعلی ذاتوں کے لوگ
ایک دوسرے کے ساتھہ کھانا پان کر سکتے تھے' بلکہ شودروں
کے بعض قبیلوں سے بھی ان کا یہ تعلق پیدا ہو جاتا تھا† -
مگر اِس میں شک نہیں' کہ اچھوتوں کی ایک خاصی تعداد
موجود تھی' جو معاشرتی زندگی کے حلقہ سے بالکل باہر
سمجھے جاتے تھے - وہ تحریک جس کے زیر اثر غیر ملکی
جماعتیں اور اصلی باشندے نئے ہندو دھرم میں خلط
ملط ہو گئے' ساتویں صدی عیسوی تک کی بڑی بڑی
مذہبی تحریکات کی ہم عصر تھی' جن کے بیرونی حالات
کے متعلق اسناد و شواہد کمیاب ہیں - اِس تحریک کے
باعث نئے سرے سے معاشرتی شیرازہ بندی ہو گئی' جس سے
راجپوت صف اول میں آگئے - مزید بر آں بہت سی نئی
ذاتیں پیدا ہو گئیں - پرانی ذاتوں مثلاً برہمنوں کی بلحاظ
صوبجات کئی کئی مقامی ذاتیں بن گئیں' جیسے قنوجیہ

* کتھا سرت ساگر - جلد ۱ - صفحہ (مقدمہ) ۳۸ -

† ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ -

گوڑ، سرووریہ وغیرہ - ان کے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے، اور کار و بار، آپس کے کھان پان اور باہمی رشتہ ناتہ کے متعلق نئے نئے قاعدے اور رواج معرض وجود میں آ گئے - مختصراً ہم وہ کلیّہ قبول کر سکتے ہیں، جو سر رچرڈ ٹیمپل (Sir Richard Temple) نے ان حالات کو دیکھ کر اخذ کیا کہ اگرچہ ذات پات کی تفریق کا اثر "اناریہ" لوگوں پر بھی پڑ گیا، لیکن اس کے مقابلہ میں اناریہ لوگوں نے بھی آریہ خیالات کي رَو اور اس کي ظاهري شکل و صورت میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا* -

صوبہ جات کے لحاظ سے چہروں کے مختلف رنگ

راج شیکھر کي تصنیف کاویہ میمانسا کے چند عجیب و غریب فقروں سے معلوم ہوتا ھے،† کہ دسویں صدي میں عوام الناس رنگت کے لحاظ سے کس طرح ذات پات کي تمیز کیا کرتے تھے - کہتا ھے " لوگوں کا رنگ پورب دیس میں سانولا، دکن میں سیاہ، پچھم میں سفیدي ماٹل اور اتر دیس میں گورا ھے " شاعرانہ بیان میں کالے اور سانولے رنگ میں

---

* للا - صفحہ ٦٣ لغایت ٦٠ -

† ویدیہ - جلد ٣ - صفحہ ٩ -

اور اسيطرح سفيدي مائل اور گوري رنگت ميں زيادہ تميز نہيں کي جاتي ' ليکن يہ امر خصوصيت سے قابل ذکر هے ' کہ پورب ديس ميں راجپوت اور ديگر اقوام کي عورتوں کا رنگ گورا يا سفيدي مائل بهي هوسکتا هے - اور يهي حالت دکن ديس کي هے" - اس سے دونتائج برآمد هوتے هيں ' اول يہ ' کہ گوري نسليں هندوستان کے طول و عرض ميں پهيل رهي تهيں ' اور دوسرا يہ ' کہ باهمي ميل ملاپ اور اختلاط بڑي حدتك موجود تها - عام لوگ اِس اِختلاط کو چهپانے کے لئے اپني ذات کے متعلق اکثر ايسي باتيں گڑهہ ليا کرتے تهے ' جن سے ظاهري حالات و واقعات کي ذاتوں اور ورن آشرم کے قديم اور مستند اصولوں سے مطابقت پيدا هوجائے - ادبِ فسانہ ميں بهت سے جنگي لٹيرے قبيلوں کا ذکر آتا هے ' مثلاً بِهلّا (بهيل ؟) ساورا ' کرات اور پُلند وغيرہ - بِهلّا گهٹيا درجہ کے اور بدتميز لوگ سمجهے جاتے تهے ' ليکن اِس امر کا اِعتراف موجود هے ' کہ بعض اوقات يہ بهي شرافت اور قابليت کا ثبوت دے سکتے تهے - يہ لوگ هيبت ناك ديوی ڈرگا کو قربانياں پيش کيا کرتے تهے ليکن اِس کے باوجود بعض اوقات رحمدلي اور شکر گزاري کے جذبات سے بهي متاثر هوجاتے تهے *- اِس سے

* کتها سرت ساگر - جلد ٧ - صفحہ (مقدمہ) ٩ -

واضح ہوتا ہے، کہ اس وقت تک درگا کی پوجا نہ تو رائج تھی اور نہ مقبول اور اس کے بھکتوں نے لئے کسی قدر عذر خواہی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی -

سحر و ساحری اور معجزات سے شغف

لوگوں کو ہمیشہ سحر و ساحری اور معجزات پر بہت کچھ اعتقاد رہتا ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے، کہ اس دور تاریکی میں ان باتوں نے علم ادب کی دنیا میں بھی عمل دخل حاصل کر لیا تھا - کپور منجری کے ناٹک میں حالات و واقعات کی عنان ایک ساحر ہی کے ہاتھ میں ہے - ہیروئن کے جوہر ذاتی کی تعریف و توصیف اس واقعہ سے کی جاتی ہے، کہ اسکا ہاتھ لگتے ہی اشوک کے درخت میں پھول نکل آتے ہیں - لڑائیوں میں انسانی شجاعت کے بجائے جادو کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا ہے - عشق و محبت کی سلسلہ جنبانی میں شخصیت اور جوہر ذاتی کے باہمی اثر و تاثیر کے بجائے پوشیدہ سرنگوں، مافوق الفطرت ناگہانی واقعات اور ہمہ گیر ساحر کے مبہوت کن نام کا سہارا تلاش کیا جاتا ہے - راج شیکھر کے بال رامائن میں رام اور سیتا کی شاندار داستان جس انداز میں بیان کی گئی ہے، اس کے مطالعہ سے بہت سے نتائج اخذ

هوسکتے هیں - یہ دس ایکٹ کا ایك ضخیم ناٹك هے، جس کا
هیرو اگر راون کہاجائے، تو بجا هے - راون سیتا سے شادی
کرنے کا خواهش مند تھا - اس کی نا کامی سے واقعات کا ایك
دریائے مّواج رواں هوجاتا هے، جس کا سر چشمہ اچھے یا
بُرے انسانی اغراض و مقاصد نہیں، بلکہ سحرِو ساحری کے
کرشمے اور مردوں اور عورتوں کے بھروپ هوتا هے - گُڑیوں اور
کھلونوں کے منہہ میں بولتے چالتے طوطے دیکر انہیں
سیتا اور ان کی بہن کی حیثیت میں پیش کیا جاتا هے، اور اس
بھونڈی چال سے عوام بظاهر دهوکا کھا کر یہی سمجھنے لگتے
هیں، کہ هم سیتا جی اور انکی بہن کودیکھہ رهے هیں* -

زیور اور غازہ

معلوم هوتا هے، کہ اس دور کی زندگی میں بناوت کو
بہت دخل تھا - درباری خواتین کے زیورات اور بناؤ سنگار کی
چیزوں کے متعلق جو واقفیت حاصل هوتی هے، اس سے اس امر
میں ذرا بھی شك و شبہہ کی گنجائش نہیں رهتی،
کہ تعیّش اور بناوت نے نفاست کا گلا گھونت دیا تھا -
ٹھنڈك کے لئے جسم پر زعفران ملے هوئے اُبٹن مل کر زرد

* گیتھہ - صفحہ ۲۳۲ لغایت ۲۳۹ -

رنگت پیدا کي جاتي تھي - اسي طرح رخساروں کے لئے بھي زعفران کا غازہ استعمال ھوتا تھا - اس امر کي وضاحت نہیں کي گئي ' کہ مختلف فرقوں کے لوگ اپنے اپنے فرقہ کے مخصوص تِلك کس چیز سے لگایا کرتے تھے - کپور منجري خاتون کا لباس ایك نیلے رنگ کا ریشمي کپڑا تھا' جو اس نے جسم پر لپیٹ رکھا تھا - اس کے پٹکے میں لعل ٹکے ھوئے تھے - کلائیوں میں اس نے کنگن پہن رکھے تھے - اس سلسلے میں موجودہ زمانے کي ایك مشہور و معروف ھندي ضرب‌المثل دسویں صدي عیسوي میں بھي مستعمل تھي' یعنی "ھاتھہ کنگن کو آرسي کیا؟" اس کا مفہوم یہ تھا' کہ ھاتھہ میں کنگن پہننے کے لئے آئینے کي کیا ضرورت ھے - یہ آئینے غالبا کسي دھات مثلاً فولاد' چاندي یا کانسے کے ھوتے تھے - ان کي بیروني سطح بہت چمکیلي ھوتي تھي' اور ایك چھوٹا سا دستہ بھي لگا ھوتا تھا - ھندوستان قدیم کي جو یادگاریں ٹیکسلا کي عجائب گاہ میں جمع ھیں' ان میں اس قسم کے آئینے بھي پائے جاتے ھیں - گلے میں بڑے بڑے موتیوں کا ھار پہنا جاتا تھا' اور کانوں میں بالیاں' جن میں جواھرات ٹکے ھوتے تھے - سیاہ پُر پیچ زلفوں کو پھولوں کے گجروں سے ڈھانك رکھتے تھے' جن سے

فطرت کي تازگي کي جهلك پيدا هوجاتي تهي - بالوں اور کانوں کي آرائش کے لئے چمپا کي معطر سنہری کلیاں استعمال کي جاتي تهیں - بادام سي لمبي آنکهیں' جو ناتك کے الفاظ میں "ایك کان سے دوسرے تك پهنچتي تهیں،" خوبصورتي میں شمار هوتي تهیں - آنکهوں میں کاجل لگاتے تهے' جس کو دهوڈالنے پر آنکهیں سرخ سرخ نظر آتي تهیں- جاڑے میں هونٹوں پر موم ملتے تهے' تاکہ وہ پهٹنے نہ پائیں' اور نزلہ سے بچنے کے لئے زعفران چباتے تهے - گرمیوں میں تاڑکي بڑي بڑي ڈالیاں هوا کرنے کے لئے دستي پنکهوں کا کام دیتي تهیں' اور لوگوں کو فوّاروں میں نہانے کا شوق تها* - جسم اور کپڑوں کي خوشبویات اور لوبان کا استعمال اعلی طبقوں میں عام تها' اور کیوڑے کي ڈهوپ جلانے کا ذکر بهي ڈراما نویس نے خاص طور پر کیا هے-

جهولے کا تہوار

جهولے کا شاندار تہوار ناز و نیاز اور رنگ رلیاں منانے کے لئے خوب سامان پیدا کردیتا تها - " نشۂ شباب میں چُور' دنیا اور افکار دنیا سے بے خبر " لڑکیاں جهولے جهولتي تهیں

---

* کپور منجري - ایکٹ ۱ و ۲ -

بھي يہ کبھي ختم نہ ہونے والي شکايت موجود ہے' کہ "اہل علم و فضل ہميشہ مفلس و نادار ہوتے ہيں"* -

عام قصے کہانیوں میں برہمنوں کا ذکر

ايك جماعت كي حيثيت ميں برہمن ابھي تك علم ادب اور حکومت ميں اعلیٰ عہدوں کے بلا شرکت غيرے مالك تھے - ان سے توقع ہوتی تھي' کہ اعلیٰ دماغي قابليت اور تمام مذہبي و اخلاقي صفات سے متصف ہوں - ليکن عملاً انہيں کچھہ زيادہ قدر و منزلت كي نگاہوں سے نہ ديکھا جانا تھا - سوم‌ديو نے جو خود بھي برہمن تھا' اُجين کے ايك بخيل اور حريص برہمن كي داستان خوب مزے لے لے کر بيان كي ہے - يہ برہمن راجہ کا پروہت تھا - اس كي خود غرضي اور دولت ضرب‌المثل بن گئي تھيں - دو عياروں نے ارادہ کيا' کہ اس کا مال و متاع اُڑايا جائے' اور ساتھہ ہي اسے عوام كي ہنسي اور ٹھٹول کا نشانہ بناديں - ان ميں سے ايك نے دکني راجپوت کا لباس پہن کر شہر کے باہر ڈيرہ جما ديا - اس کا ساتھي تپسوي بن بيٹھا' اور دريا کے کنارے

* کپور منجري - صفحہ ۲۸۸

ریاضت میں مصروف ہوگیا - نقلی راجپوت شہر میں جانا
اور باتوں باتوں میں اپنے ساتھی کے کمالات کی خوب تعریف
و توصیف کرتا - اس نے پروہت سے راہ و رسم پیدا کر کے
اس کی خوشامد شروع کی' اور اس کی معرفت شاہی دربار
مین ایک عہدہ حاصل کر لیا - یہ دونوں اپنے آپ کو بڑے
بھگت اور دینوی خواہشات سے پاک ظاہر کرتے تھے -
نقلی راجپوت رفتہ رفتہ پروہت کا راز دار بن گیا ' اور
پروہت نے تحفہ تحائف کے لالچ سے اسے اپنے گھر ہی میں
رہنے کے لئے جگہہ دے دی - راجپوت ایک صندوق جھوٹے
جواہرات کا لے آیا' مگر ان کی قیمت سے اِس بنا پر ناواقفیت
کا اظہار کیا' کہ میں دنیوی کاروبار کے معاملے میں بالکل
کورا ہوں - ادھر جواہرات کو دیکھہ کر پروہت جی کے منہ
میں پانی بھر آیا - چند روز کے بعد مہمان راجپوت بیمار
بن بیٹھا ' اور خواہش ظاہر کی' کہ کسی نیک اور پرہیزگار
بزرگ کو بلایا جائے' تاکہ میں یہ جواہرات دان کرکے اسے
دے دوں - چنانچہ اس کا ساتھی ' جو سادھو بنا ہوا تھا'
بلایا گیا - وہ کہنے لگا' کہ مجھے مال و دولت سے نفرت ہے -
البتہ اس بات پر رضامند ہوگیا' کہ میں پروہت کی لڑکی
سے شادی کرلونگا اور سارے جواہرات' پروہت کو دے

دونگا - آخر جواهرات کے عوض قلیل سي رقم قبول کرنے پر راضي هوگیا' اور اس معاوضه کي مقدار کا فیصله بهي پروهت هي پر چهوڑ دیا - پروهت تو ان جواهرات کو قارون کا خزانه سمجهے بیٹها تها' چنانچه اُس نے ایك خطیر رقم ادا کردي' اور دل میں بےحد مسرور تها' که میں نے اتنا بڑا خزانه برائے نام معاوضه دےکر حاصل کرلیا - جب شادي هوچکي' تو بےچارے پروهت پر حقیقت واضح هوگئي - راجه اپنے پروهت کي تمام کمزوریوں سے بخوبي واقف تها' اِس عیاري کا حال سن کر هنسي کے مارے لوٹ پوٹ هوگیا* -

راجپوت

راجپوت قوم کي ابتدا ایك ایسا موضوع هے' جس کے متعلق بهت کچهه اختلاف رائے پایا جاتا هے - اس وقت میں امور متنازعه فیه پر بحث نهیں کرنا چاهتا - یقیني امر یه هے' که آٹهویں' نویں اور دسویں صدي عیسوي میں حکمران جماعتوں کي نئے سرے سے تنیظم اور شیرازه بندي هوئي تهي† - اب ان کي معاشرتي ترکیب کے اجزا ذاتوں کے

---

* کتها سرت ساگر - جلد ۲ - صفحه ۱۷٦ لغایت ۱۸۴ -

† تاریخ سنتهه - صفحه ۱۷۲ - لغایت ۱۷۴ -

بجائے قبیلے بن گئے تھے - قواعد شادي کے مطابق انہیں اپنے قبیلے سے باہر شادي کرني پڑتي تھي - عزت و شرافت کے نئے اصول اور نئي روایات معرض وجود میں آرهي تهیں - ان پر تفصیلي بحث هم اگلے دور کے ذکر میں کرینگے -

اچھوت اور معاشرتي حلقه سے خارج لوگ

اچھوتوں کي ایك کثیر تعداد موجود تھي ' جو شودروں سے بھي گھٹیا درجه کے شمار کئے جاتے تھے ' اور چار مستند ذاتوں سے هر بات میں نیچے تھے - ان کا ذکر البیروني نے بھي کیا هے - یه آتھه حصوں میں منقسم تھے - آپس میں رشته ناتا کرلیتے تھے ' لیکن دھوبی ' موچي اور جلاهوں سے باقي پانچ جماعتیں کسي قسم کا تعلق نه رکھتي تھیں - یه پانچ جماعتیں مندرجه ذیل تھیں (۱) بازيگر ' (۲) ٹوکرے اور ڈھالیں بنانے والے ' (۳) ملاح ' (۴) مچھیرے اور (۵) وحشي جانوروں اور پرندوں کے شکاري - ان آتھوں جماعتوں کو شهر یا گاؤں کے اندر رهنے کي اجازت نه تھي ' البته ان کے قریب اپنے جھونپڑے بنا سکتے تھے - چونکه یه جماعتیں اپنے اپنے پیشه کے نام سے موسوم تھیں ' اسلئے هم انہیں " پیشه‌ور فرقے " کهه سکتے هیں - ان پیشه وروں سے بھي نچلے درجه

پر هاڈي، ڈوم، چنڈال اور بدهاتو تهے - گاؤں کے غلیظ کام ان کے سپرد هوتے تهے، اور انهیں ذلیل طبقه کے اچهوت سمجها جاتا تها - ان میں سے بهي هاڈي دوسروں سے کچهه اونچے شمار هوتے تهے - ڈوم گیت گاتے اور رباب کي قسم کا ایك ساز بجایا کرتے تهے - موجوده زمانه کا جرائم پیشه ڈوم فرقه غالبا انهیں کي نسل سے هے - ان سے گهتیا طبقه کے لوگ وه تهے جن کا آبائی پیشه جلّادي تها، اور غالبا انهیں کو چنڈال کها جاتا تها - بدهاتو نه صرف مردار خوار تهے، بلکه کُتّے اور وحشي جانوروں کا گوشت بهي چٹ کرجاتے تهے* -

برهمنوں اور مندروں کے لئے اوقاف

اس دور کي ایك قابل ذکر اقتصادي اور معاشرتي خصوصیت وه متعدد اوقاف تهے، جو برهمن افراد، اور مندروں اور مذهبي مقامات کے لئے مخصوص کر دئے جاتے تهے - ملتان میں سورج دیوتا کا مندر شهر بهر کے فارغ‌البالي اور دولت مندي کا موجب تها - جب آٹهویں صدي کے اوائل میں عربوں نے پهلے پهل ملتان فتح کیا، تو مندر کي

* البیروني - جلد ١ - صفحه ١٠١ و ١٠٢ -

مورتي جوں کي توں رهنے دي' کيونکه شهر کي خوشحالي
کا دار مدار اسي پر تها - تهانيسر کے مندر کے لئے بهي ايك
بهاري جاگير وقف تهي - جزيره نمائے کاتهياواڑ کے جنوبي
ساحل پر سوم ناتهه کے مشهور مندر کي دولت مندي کا انحصار
بحري مال تجارت پر تها* - قزويني کا بيان هے' که ياتريوں
کے گراں قدر چڑهاوے کے علاوه اس مندر کے نام دس هزار
ديهات کا ماليه تها - پوجا پات کے اهتمام اور مندر کي
ديکهه بهال کے لئے ايك هزار برهمن ملازم تهے' اور دروازه پر
پانچسو دوشيزه لڑکياں رقص وسرود کے لئے مقرر تهيں - ان
سب کا گزاره وقف کي آمدني ميں سے هوتا تها -

فن تحرير اور کتابيں

وسطي اور شمالي هند ميں لکهنے کے لئے ايك قسم کا
بهوج پتر استعمال کيا جاتا تها - پهلے اسے تيل مَل کر
خوب صاف اور هموار کرليتے تهے' اور پهر جب سخت اور
چکنا هو جاتا' تو اس پر لکهتے تهے - لکهنے کے بعد تمام
پتوں کو دو تختيوں کے درميان رکهکر اوپر سے کپڑا لپيٹ
ديتے تهے - جنوبي هند ميں يه کام عموما تاڑ کے پتوں سے

---

* ايليٹ - جلد ۲ - صفحه ۹۸ -

لیا جاتا تھا - ہر پتے کی ایک جانب سوراخ کرکے سب کو دھاگے میں پرو لیتے تھے، اور اس طرح کتاب سی بناکر رکھ لی جاتی تھی* - ان ہر دو اقسام کی بہت سی قلمی کتابیں اب تک محفوظ ہیں، اور ہندوستان بھر میں پرانی قلمی کتابوں کے شائقین ان سے بخوبی واقف ہیں - لیکن البیرونی نے اس اہم خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا، کہ علم ادب اور خصوصا مذہبی علم ادب کا بہت بڑا حصہ سینہ بسینہ ہی چلا آتا تھا - عموما ویدوں کو ضبط تحریر میں لانے کی اجازت نہ دی جاتی تھی، اور البیرونی کے آنے سے کچھ ہی عرصہ پیشتر ایک کشمیری پنڈت نے پہلے پہل ویدوں کو کتابی صورت دی تھی† -

اوضاع و اطوار اور رسم و رواج

البیرونی نے بہت سے ایسے متفرق اوضاع و اطوار اور رسوم کا ذکر کیا ہے، جو اسے عجیب و غریب معلوم ہوئے - ان میں سے ایک رواج یہ تھا، کہ یہاں کے لوگ اس زمانہ میں اپنے سر بلکہ جسم کے کسی حصے کے بال نہ کٹواتے تھے،

---

* البیرونی - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ -

† البیرونی - جلد ۱ - صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ -

اور مونچھوں کو گوندھہ کر رکھتے تھے - ناخن بھي بہت بڑھا لیتے تھے - کھانا مِل کر نہیں، بلکہ چوکے میں بیٹھہ کر الگ الگ کھاتے تھے - چوکا گائے کے گوبر سے لیپ لیا جاتا تھا - پان، سپاري اور چونا (اور کتھا، گو البیروني نے اس کا ذکر نہیں کیا) کھانے کے باعث ان کے دانت لال لال نظر آتے تھے - جب کوئي بچہ پیدا ہوتا، تو لوگوں کي توجہ ماں کي بجائے زیادہ تر باپ کي جانب مبذول ہوتي تھی - ان کي شطرنج آج کل کی پچیسي سے کچھہ ملتي جلتي تھي، کیونکہ ایك وقت میں چار آدمي کھیلتے تھے، اور پانسوں کي جوڑي بھي استعمال کي جاتی تھي - البیروني نے شطرنج کی بساط کا نقشہ اور کھیل کے قواعد بھي تحریر کئے ہیں - لیکن ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کھیل کے قواعد آج کل کي پچیسي سے مختلف تھے - رسوم کے حلقۂ اثر کا اندازہ کرتے وقت ہمیں اِس امر کا خیال رکھنا چاہئے، کہ البیروني کے مشاہدات کا دائرہ پنجاب اور سندھہ تك ہي محدود تھا - غالبا اِن علاقوں کا لباس مشرقي اور جنوبي ہندوستان سے بالکل مختلف تھا، اور زیادہ تر اُن سرد ملکوں کے لباس سے مشابہ تھا، جو شمال مغربی دروں کے اُس پار واقع ہیں* -

---

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۹ - لغایت ۱۸۵ -

دو کتبے

اِس دور کے متعدد کتبوں سے اُس وقت کے معاشرتی اور اقتصادي حالات کے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ھے - میں اپ کو جنوبي ھند کے دو کتبوں کي جانب توجہ دلاتا ھوں - ان میں سے ایك تو تنجور کے چولا خاندان کے وقت کا ھے - یہ تانبے کی تختیوں پر ھے ' جو موضع انبیل میں دستیاب ھوئیں - دوسرا کناڑي زبان کا کتبہ ھے ' جو صوبہ بمبئی میں ضلع دھارواڑ سے برآمد ھوا ھے -

برھمنوں کو عطیۂ اراضي

سندر چولا کے وقت کي انبیل کي تختیاں دسویں صدي عیسوي کے اواخر کي بني ھوئي تھیں ' اور تنجور کے نواح میں دستیاب ھوئي تھیں - کل گیارہ تختیاں تھیں - یہ سب کي سب ایك چھلّے میں لپٹي ھوئي تھیں ' اور چھلّے کے اُوپر ایك قابل تعریف ساخت کي مُھر ثبت تھي - مُھر میں مندرجہ ذیل چیزوں کي شبیہ کندہ تھي :—

ایك شیر ' دو مچھلیاں ' ایك کمان ' دو شمعدان ' دو چَوریاں اور ایك چھتري -

حاشیه کے گرد سنسکرت میں ایک شلوک مندرج تھا - ان تصویروں میں کندہ کاري ذرا هلکي تھي - تحریر کا پہلا حصہ سنسکرت میں تھا، اور اس میں اُس پٹہ کے الفاظ درج تھے، جس کي رو سے چولا راجہ نے اپنے عالم و فاضل برهمن وزیر کو جاگیر عطا کي تھی - دوسرے حصے کي زبان تامل تھی، اور اس میں گاؤں کے باشندوں اور عہدہداروں کی طرف سے رضامندي اور اِقرار درج تھا - اس جاگیر کا رقبہ ۴۵ ایکڑ کے قریب هوگا، اور اس قدر اراضي وزیر ایسی اعلی حیثیت کے برهمن کے لئے کافی سمجھی جاتي تھي - راجہ صرف ایک خاص رقبہ جاگیر کے لئے مقرر کر دیتا تھا، اس کے بعد حدود بندي اور اس امر کا فیصلہ گاؤں والے کیا کرتے تھے، کہ فلاں رقبۂ اراضی کا مالیہ اب سے راجہ کے بجائے جاگیردار کو ادا هوا کریگا - حدود بندي کا طریقہ بھي عجیب تھا - ایک هتھني کو کسي مقررہ مقام پر لے جاکر چھوڑ دیتے تھے، اور وہ ایک دائرہ سا بنکر واپس آجاتی تھي - اس مقصد کے لئے کوئی انتظام کر لیا جاتا تھا، کہ هتھني اسي مقام پر واپس آجائے، جہاں سے روانہ هوئي تھي - اس کے بعد حدود پر مٹي کے تودوں اور ناگ پھني کي هري بھري جھاڑیوں سے نشان بنادیتے تھے* -

---

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحہ ۴۴ لغایت ۷۰ -

چولا خاندان کي سلطنت میں جنگلات

جاگیردار کے متعلق لکھا ھے' کہ اس کی والدہ نے دنیا کے قائم رھنے تك ھر روز ایك برھمن کو چاندي کے برتن میں اعلیٰ قسم کا کھانا دھرم ارتھہ دینے کا اھتمام کر رکھا تھا' اور ھري (وشنو) کے مندر واقعہ سري رنگم میں ایك بھاري چراغ چڑھایا تھا - چولا سلطنت کے ملك کے نظارہ کا کچھہ اندازہ اس اشارہ سے ھوسکتا ھے' جو "ساحل بحر کے گھنے جنگلوں" کي طرف کیا گیا ھے' جن میں "تاڑ' سال' آبنوس' سپاري اور کیلے کے بے شمار درخت اور پودے اور پان کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے* -

اراضي کے متعلق حقوق اور مالیہ جو مزارعین کو ادا کرنا پڑتا تھا

جاگیر کے پٹہ کا نفس مضمون مفصل الفاظ میں واضح کر رکھا ھے' اور اس سے دیہات کي اقتصادي حالت کا اندازہ کرنے میں مدد ملتي ھے ھم اسے چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ھیں- (۱) اراضي اور جو کچھہ اس پر موجود ھو' (۲) پاني اور اسکے

---

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۶۹ -

متعلق تمام اشیاء، (۳) وہ مالیہ اور رسوم جو جاگیرداروں کے حق میں ادا کرنے کا حکم تھا، اور (۴) خاص مراعات جو جاگیرداروں کو حاصل تھیں - اراضي کے علاوہ جاگیردار کو اپني جاگیر کی مندرجہ ذیل چیزوں کے استعمال کا حق حاصل ہوتا تھا :—

میوہ دار درخت، دوسرے درخت، باغات چٹانوں کے شگاف جن میں شہد کي مکھیوں کے محال ہوتے تھے، کنوئیں، چوپال، بنجر زمین جس میں بچھڑوں کے لئے چراگاہ ہوتي تھي، گاؤں کي آبادي کي زمین، بیمور، درختوں کے گرد بنے ہوئے چبوترے، عمارتیں مندر اور بنجر اور دلدلي زمین - پاني کے متعلق اسے دریاؤں، تالابوں، دریا برآمد زمین، جوہڑوں اور مچھلیوں والي جھیلوں پر بھي حقوق حاصل ہوتے تھے -

مالیہ وغیرہ جو اسے وصول ہوتا تھا، اس میں مندرجہ ذیل چیزیں بھي شامل تھیں :—

جرمانہ یا ضبطي جائداد جو مقامی عدالت کے حکم سے عمل میں آئے، پان کے پتے، ہر ایک کرگہ سے تیار شدہ کپڑوں پر تیکس، سوار عین کے خاندان میں

کوئی شادي هو تو نذرانه ' منڈیوں کا اجارہ' اور پرانے مزار عین کی بے دخلي پر جو جرمانہ عاید هو - ان کے علاوہ وہ چیزیں جو بادشاہ کے استعمال کے قابل سمجھی جاتی تھیں' - اب راجہ کے بجائے جاگیر دار کو ملتي تھیں -

برهمن وزیر کو جو مراعات حاصل تھیں' ان میں مندرجہ ذیل اختیارات بھی شامل تھے :—

بڑے بڑے دالان اور جلسہ گاهیں اور دو منزلہ مکانات پکي اینٹوں اور کھپریلوں سے بنا سکتا تھا' بڑے اور چھوٹے کنوئیں کھدوا سکتا تھا' زمین کي آبپاشي کے لئے نالیاں بنا سکتا تھا اور بعض خوشبودار جڑي بوٹیاں اور پودے لگانے کي اجازت تھی* -

اس سے معلوم هوتا هے کہ گاؤں میں عام مکانات کچے هوتے تھے ' اور پکي عمارت بنانے کے لئے راجہ سے خاص طور پر اجازت لیني پڑتي تھي - اس کے علاوہ یہ بھي ظاهر هوتا هے' کہ بعض خاص قسم کي فصلیں بونے کے لئے خاص شاهي منظوري کي ضرورت پڑتي تھي -

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحہ ۷۱ و ۷۲ -

مندروں کي سيوا

اب هم کنارَي کتبه کا ذکر کرتے هیں - یه ضلع دهارواڑ
کے ایك گاؤں کُلے نُور سے بر آمد هوا تها - اس پر ٩٥٠ شاکا
(مطابق سنه ١٠٢٨ع) درج هے - یه کتبه ایك پتهر پر هے'
جس کا بالائي حصه کنده کاري سے مزین هے - وسط میں
ایك مندر هے - مندر میں ایك لِنگ استهاپن کر رکها هے
اور اُوپر ایك کلس والا گنبد بنا هوا هے - گنبد کے دونوں
جانب ایك ایك چَوري هے - خاص مندر کي دهني طرف ایك
بهگت اُکڑوں دیتها هے' جس کا منه مندر کي جانب نهیں
بلکه سامنے کو هے - اس سے ذرا اُوپر ایك دائره میں دو
مچهلیاں هیں' اور ان سے ذرا اُوپر چاند هے - خاص مندر
کي بائیں طرف ایك گائے کهڑي هے' اور بچهڑا اس کا دوده
پي رها هے - گائے سے ذرا اوپر ایك هل هے' اور اس سے اُوپر
سورج - کنده کاري کي یه ذرا ذرا سي تفصیلات بهت کار
آمد هیں' کیونکه ان سے دیهات کے طرز زندگی پر روشني
پڑتي هے - اصل پٹه ایك مندر کے لئے معافي نامه هے' اور یه
جاگیر دهان کے چند کهیتوں اور باره مکانوں پر مشتمل هے -
اس کي آمدني کا کچهه حصه مندر کے دیوتا کے اخراجات

کے لئے ھے' کچھہ حصہ ان متھوں کے لئے ھے' جن میں مذھبي تعلیم دي جاتي تھي - ایک حصہ (غالبا مندر کے) نفیري بجانے والوں کے لئے اور کچھہ حصہ جس میں مکان بھي شامل ھیں نقارچیوں کے لئے ھے - یہ بھي مندر کي سیوا کرتے تھے - یہ بات قابل ذکر ھے' کہ تپسویوں کو پاکیزگي و تجرد کي قسم پر قائم رھنے کي سخت تاکید کر رکھي ھے* -

مسلمانوں کے ھندوؤں سے تعلقات

اس مضمون کے متعلق بحث ختم کرنے سے پہلے یہ بتادینا مناسب معلوم ھوتا ھے' کہ مسلمان وادي گنگا میں فاتحین کي حیثیت میں داخل ھونے سے بہت مدت پہلے خال خال جنوبي ھند کے ساحل پر پھیلے ھوئے تھے - جنوبي ھند کي وسیع راشٹر کوت سلطنت سے عرب بخوبي واقف تھے - انھوں نے وھاں کے راجہ کا نام بلھرا (ولبھہ رائے) لکھا ھے - مسعودي (جو سنہ ۹۵۱ع کے قریب فوت ھوا) لکھتا ھے :— "سندھہ اور ھند کے راجاؤں میں سے کوئي بھي مسلمانوں کي عزت بلھرا سے زیادہ نھیں کرتا تھا'

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۳۲۹ لغایت ۳۳۳ -

اس کی سلطنت میں اسلام کی عزت اور حفاظت کی جاتی ہے*" - ظاہر ہے' کہ جنوبی ہند میں تو ہند، مسلمانوں کے تعلقات تجارت اور جہاز رانی کے باعث خوشگوار تھے' لیکن شمالی ہند میں جنگی تصادم کی وجہ سے ان کی حالت بالکل بر عکس تھی -

---

* الیٹ - جلد ۱ - صفحہ ۳۲ -

لکچر چهارم

(چودهویں صدی عیسوی)

معاشرتی خصوصیات

هند وسطی کا تیسرا دور چودهویں صدی عیسوی سے شروع هوتا هے - اس وقت تک مسلم اقتدار هندوستان کے طول و عرض میں قائم هو چکا تها - سلاطین دهلی کی سلطنت مستحکم هو چکی تهی، اور اس کا اثر و اقتدار دور دور تک پهیل گیا تها - لیکن اس وقت رسل و رسائل اور آمد و رفت کے وسائل ایسے نه تهے، که کوئی مرکزی حکومت اس قدر دور دراز علاقوں پر، جو هر طرف هزار هزار میل سے بهی زیاده پهیلے هوئے تهے، حسب دلخواه اپنا سکه بٹها سکے - اس کے علاوه مسلمان جو مذهبی جوش کی رو میں وارد هندوستان هوئے تهے، وه بهی اپنی معاشرتی زندگی میں اس قدر یکرنگی پیدا نه کر سکے تهے، که متفقه طور پر کسی مرکزی حکومت سے وفادارانه مطابعت کا رشته جوڑ لیتے - مختلف نسلوں کے مسلمان، مثلاً ترک، افغان، ایرانی، عرب، منگول اور مختلف قبائل کے اسلام لانے والے هندوستانی

ابھي كسي متحدہ تمدن پر مجتمع نہ ہوئے تھے، جس سے وہ متفقہ طور پر كسي وسيع اور مضبوط مركزي حكومت كي پشت و پناہ بن سكتے - اور پھر ہندوؤں سے بھي ان كے تعلقات ابھي تك كچھہ دلي محبت كے نہ تھے - جہاں تك حكومت اور ملك گيري كا تعلق ہے، مسلمانوں كے ہندوستان كو فتح كرنے سے پہلے راجپوت ہندؤں كي باقي تمام قوموں پر فوقيت حاصل كرچكے تھے - مسلمانوں كي آمد كے بعد بھي راجپوتوں كے ادارات اور آئين شجاعت ميں عمل ارتقا جاري رہا، اور كہا جا سكتا ہے، كہ اس وقت ہندو آبادي كا شجاع طبقہ يہي تھا - ہندوستان كے ہندو ودوان اور پنڈت اب پچھلي صفوں ميں آگئے تھے، ليكن حكمران طاقت كا اثر اُن پر بھي پڑ رہا تھا - مسلمان درويش اور صوفي تمام ملك ميں پھيلے ہوئے تھے، اور ان كا اثر ہندوؤں كے خيالات پر بالواسطہ، اور ملك كي سياسي و معاشرتي زندگي پر براہ‌راست پڑ رہا تھا - بالواسطہ اثر كے كچھہ نقوش "بھكتي" كے اصول ميں نظر آتے ہيں، جو جديد ويشنومت اور جديد شيومت ميں آداخل ہوا تھا، اور پھر اُن مخالفانہ تحريكوں ميں بھي دكھائي ديتے تھے، جو ان دونوں متوں كے خلاف بپا كي گئيں، اور جن كے باعث ذات پات كي تميز اور اِس كے

غیر معاشرتي پہلو آؤر بھی مظبوط اور نمایاں ھوگئے ' اور ذاتوں کي تعداد میں بےحد اضافہ ھوا - باقي رھا براہ‌راست اثر - وہ مختلف ھندوستانی قبائل کے گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ھونے سے ظاھر ھے ' اور نیز اس امر سے کہ اس زمانہ میں مختلف پنتھہ اور مت متاثر منصۃ شہود پر آئے ' اوو سو دو سو سال بعد تك اپنا اثر پھیلاتے رھے - کبیر اور گرو نانك اُن مذھبي و معاشرتي مصلحین کے طویل سلسلہ میں سے دو نمایاں ترین مثالیں ھیں ' جنھوں نے جدید ھندوستان کے لئے راستہ تیار کیا -

اسناد

یہ زمانہ ترتیب وتجدید کا زمانہ تھا ' جس کي سرگرمیاں ھندوستاني زندگي کے متعدد شعبہ‌جات پر جاري تھیں - اس لئے اس دور کے متعلق اسناد و شواھد کثیر تعداد میں موجود ھیں ' اور اس کثرت کے باعث انتخاب کا کام دشوار ھو جاتا ھے - اس عہد کے نقادانہ مطالعہ میں جس قدر غور و خوض صرف ھونا چاھئے ' اب تك نہیں ھوا - اگرچہ یہ بات کسي قدر بعید از فہم اور اِجتماع ضدین معلوم ھوتي ھے ' لیکن حقیقت میں مطالعہ کي اس خامي کا باعث

بهي كثير مصالحه هے ' جو آساني سے دستياب هوسكتا هے -
اس وقت كے علم ادب اور عام قصه كهانيوں پر كافي توجهه
صرف نهيں هوئي ' اور نه اِس امر كے متعلق كافي تحقيق و
تدقيق كي گئي هے ' كه مذهبي تحريكات كا ملك كي
معاشرتي اور اقتصادي زندگي پر كيا اثر پڑا - ايسي تحقيق
بهت سے امور پر روشني ڈالنے كا ذريعه بن سكتي هے ' جو
اب تك پردهٔ تاريكي ميں هيں - اس لكچر ميں هم صرف
معدودے چند اسناد پر نظر ڈال سكتے هيں ' جن سے هند
وسطى كے اواخر كا صحيح صحيح نقشه آنكهوں كے سامنے
آجائے - اس زمانے كي بهاٹ شاعري كا مطالعه چند بردے
كي پرتهوي راج راسو ميں اور داستانوں كے اس طويل سلسله
ميں كيا جاسكتا هے ' جو صوبهجات متحده ميں كوچه گرد
گويّے برسات كے موسم ميں گاؤں گاؤں گاتے پهرا كرتے هيں '
اور جو آلها كهنڈ كے نام سے موسوم هے - بهاٹ شاعري اور
بنساولي پر ٹاڈ صاحب كي تصنيف راجستهان سے بهي كافي
روشني پڑتي هے - ٹاڈ راجستهان كا ايك گراں قدر اڈيشن
حال هي ميں مسٹر ڈبليو ' كروك نے شائع كيا هے - مسٹر
ڈبليو كروك (W. Crooke) كے نام سے آپ ميں سے اكثر حضرات
آشنا هونگے - وه انهيں صوبهجات ميں سول سروس كي

گذشتہ نسل کے ایک ممتاز رکن تھے - جس مذہبي تحریک کے باعث جدید شیؤ مت صوفیوں کے نقشبندي سلسلہ کے قریب آگیا، اس کي اعلی مثال کشمیر کي ملہمہ للّا (لال دیدؔ) کي تصنیف میں موجود ہے - للّا چودھویں صدي عیسوی میں گزري ہے، جبکہ اسکے وطن میں اسلام کي کشش عالمگیر ہورہي تھي - اس کي تصنیف کے اس عالمانہ اڈیشن (للا واکیاني) کے علاوہ جو سرجارج گریرسن (Sir G. Grierson) نے مرتب کیا ہے، ایک منظوم انگریزي ترجمہ بھي موجود ہے، جو سر رچرڈ تیمپل (Sir Richard Temple) نے شائع کیا ہے - انھوں نے اس پر ایک نہایت قیمتي مقدمہ بھي لکھا ہے، جس سے ہندوستان کي چودھویں صدي عیسوي کي مذہبي فضا ایک نئي روشني میں نظر آنے لگتي ہے - سیاحوں میں سے اِبن بطوطہ قابل ذکر ہے - پیرس کی سوسیٹّے ایشیاتیک (Societe Asiatique) نے اس کے سفر نامہ کا ایک قابل تعریف اڈیشن مع فرانسیسی ترجمہ زیر ادارت سي ڈفریمري (C. Defremery) وڈاکٹربي - سي - سینگوئي نیتي (Dr. B. C, Sanguinetti) چار جلدوں میں شائع کیا ہے - یہ مشرقي سیاحوں کا شہنشاہ مغربي سیاحوں کے اس شہنشاہ مارکوپولو سے ثلث، صدي بعد ہندوستان میں آیا تھا، جس کي تصنیف کا

مطالعہ کرنل یول (Col. Yule) کے بیش بہا اڈیشن میں کیا جا سکتا ہے - مصري سیاح شہاب الدین ابوالعباس احمد نے بھی دھلي کا تغلق دربار قریبا اُنھیں ایام میں دیکھا تھا - اس کے قلم سے شہر٬ اہل شہر٬ دربار اور اس زمانے کي معاشرتی زندگي کے متعلق ایك اعلیٰ پایہ کا بیان موجود ہے - اس کے بعد ھندوستان کے مسلمان مؤرخوں٬ مثلاً فرشتہ٬ برني اور عفیف وغیرہ کي تصانیف اور سلطان فیروز شاہ تغلق کي مختصر سي خود نوشت سوانح عمری "تاریخ فیروز شاھي" آتي ھیں - امیر خسروؒ دھلوي کي تصنیفات میں بھی زندگي کے متعدد پہلوؤں کي واضح تصویریں ملتي ھیں٬ جو خاص مؤرخوں کي تحریروں میں دستیاب نہیں ھوتیں - امیر خسروؒ کي تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاھو٬ تو وہ اعلیٰ پایہ کے اڈیشن موجود ھیں٬ جو علي گڑھہ سے اعلیٰ حضرت نظام دکن کی سرپرستي میں شائع ھوئے ھیں - میں آپکو دو داستانوں یعني "دیول راني خضر خاں" اور "قران السعدین" پر خصوصیت سے توجہ دلاتا ھوں - سِکّوں اور کتبوں کي بھي ایك کثیر تعداد موجود ہے - اس شبعہ کے مطالعہ میں ھمیں کتبات اسلامیۂ ھند

(Epigraphia Indo-Moslemica) اور مسٹر اي' تامس کي تصنيفات سے بہت مدد ملےگي -

راجپوتوں کے آداب و اطوار

قنوج کي راجکماري

چند بردے کی نظم اور آلہا کھنڈ اگرچه دونوں کے دونوں بارھويں صدي کے واقعات کے متعلق ھيں' ليکن جس حالت ميں اب دستياب ھوتے ھيں اس ميں بہت سا ايسا مصالحه بھي شامل ھے' جو بعد ميں تيار ھوا - آلہا کھنڈ جس حالت ميں سينه بسينه چلا آيا ھے' غالباً بحيثيت مجموعي تيرھويں اور چودھويں صدي کے راجپوتوں کے اوضاع و اطوار اور طرز زندگي کا آئينه ھے - پرتھوي راج کے اپني دلھن کو حاصل کرنے کي داستان سے راجپوتوں کي معاشرتي زندگي پر خصوصيت سے روشني پڑتي ھے' اس لئے ميں آپ کي اجازت سے يه داستان مختصر الفاظ ميں بيان کرونگا' تا که آپ کے دل ميں اُس پر جوش بھات شاعري کے مطالعه کي خواھش پيدا ھو' جس سے راجپوت درباروں کے آداب و رسوم کي مکمل تصوير آنکھوں ميں پھر جاتي ھے -

جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوج کا راجہ جے چند راٹھور تھا - لیکن گہرواڑوں اور راٹھوروں کا چولی دامن کا ساتھہ تھا، اور کسی نسلی یا تاریخی وجہ سے بھاٹ شاعری میں والی قنوج کو ہمیشہ راٹھور ہی کہا گیا ہے - جے چند کی ایک خوبصورت راجکماری سنجوگتا تھی، جو شادی کے سن کو پہنچ چکی تھی - راجہ نے سوئمبر رچانے کا ارادہ کیا، تاکہ سنجوگتا خود اپنا شوہر منتخب کرلے - سوئمبر کی رسم اس زمانے میں عام نہ تھی، لیکن جو راجہ سوئمبر رچاتا، اس کے متعلق سمجھا جاتا تھا، کہ اپنی بیٹی کی شادی کے متعلق اس قسم کی رسم ادا کر کے یہ راجپوتوں میں فوقیت و برتری کا مدعی ہے - سوئمبر میں دور و نزدیک کے تمام راجپوت راجاؤں اور راجکماروں کو مدعو کیا گیا - دہلی کے مشہور و معروف چوہان راجہ پرتھوی راج کو بھی دعوت دی گئی تھی - لیکن پرتھوی راج کا خیال تھا، کہ راجا جے چند نے سوئمبر کا دربار منعقد کرنے میں بے جا جسارت سے کام لیا ہے - چنانچہ وہ شادی کے خواہشمند کی حیثیت سے شامل دربار نہ ہوا، بلکہ تہیہ کر لیا، کہ جے چند کی راجکماری کو زور بازو سے اپنی دلھن بناؤنگا -

عشق کي بے راہ روي

دربار منعقد هوگیا - راجے اور راجکمار آئے، اور اپنے اپنے سنگھاسن پر بیٹھه گئے - لیکن چوهان کا سنگھاسن خالي رها - یه دیکھکر جے چند نے اس هتك کا بدله لینے کی ٹھانی اور پرتھوی راج کا بت دربان کي شکل میں بنوا کر دروازے پر کھڑا کردیا، جس سے یه ظاهر کرنا مقصود تھا، که پرتھوي راج ایسي هي ادنی خدمت کے قابل هے - لیکن اس نے اپني راجکماري کے جذبات کا اندازہ نه کیا تھا - وہ جے مال هاتھه میں لئے سوئمبر میں آئي، جو اسے اپنے منتخب کردہ شوهر کے گلے میں ڈالني تھي - دربار میں جتنے راجه اور راجکمار جمع تھے، وہ سب کے پاس سے گزر گئي، اور دروازے پر جا کر جےمال دربان بت کے گلے میں ڈالدي - اس پر تمام حاضرین دریائے حیرت میں غرق هوگئے، اور دربار میں غم و غصه کي ایك لهر دوڑ گئي - "جےچند کا غصه بھڑك اٹھا - اس نے راجکماري کو بندي خانے کے برج میں بھیجوا دیا، اور راجے اپنے گھروں کو سدھارے" -

عشق کا قاصد بهیس بدلے هوئے

اسی دوران میں پرتهوی راج کے دربار سے ایک عورت روانه کی گئی، که قنوج کی راجکماری کے اغوا کے لئے راسته تیار کرے - وه مردانه لباس پهنکر قنوج آئی - لیکن "ناک میں طلائی پهول پڑا ره گیا، جو صرف عورتیں هی پهنتی هیں" اور اس کے بهیس کا راز فاش هوگیا - لیکن اس انکشاف سے بهی اس کے اوسان خطا نه هوئے - کهنے لگی، میں دهلی کے مهاراج کی داسی هوں، اور اس کے هاں سے بهاگ آئی هوں - اب آپ سے دستگیری کی درخواست کرتی هوں - مجهے پوری توقع هے، که قنوج کا مهاراجه ایک ستم رسیده مغرور داسی کو مایوس نه کریگا - جے چند نے سوچا، که داسی کے دل میں اِس وقت پرتهوی راج کے خلاف جذبهٔ انتقام زوروں پر هوگا، چنانچه اِس نے اُسے بندی خانے میں راجکماری کی نگهبانی اور "اُس کے دل سے پرتهوی راج کے خیال کا روگ مٹانے کے لئے" مامور کردیا -

پرتهوی راج کا بذات خود موقعه پر آنا

دهلی میں پرتهوی راج نے اپنے کبی چند بردے سے مشوره کیا، تو اُس نے صلاح دی، که فوراً قنوج کی جانب

چل دینا چاهئے - چند بردے کو تو تمام راجپوت درباروں میں پہچانتے تھے، لیکن پرتھوي راج نے اس کے ملازم کا بھیس بنا لیا، اور معتمد آدمیوں کو همراه لے کر قنوج کو روانه هوا - قنوج کے دربار میں پہنچ کر پرتھوی راج نادانسته اپنے کنگن والے هاتھه سے مونچھوں کو تاؤ دینے کو تھا - یه جنگجو راجپوتوں کي مخصوص حرکت تھي، جس سے وه کسی کو مقابله کے لئے للکارا کرتے تھے - لیکن چند بردے نے عین وقت پر اشاره سے منع کردیا، اور اِس طرح اِس کے بھیس کا راز فاش هونے سے بال بال بچ گیا -

قنوج کے مهاراجه نے چند بردے کي مناسب آؤ بھگت کی، جس کا وه بحیثیت سفیر مستحق تھا، اور پھر اس سے پوچھا، که دهلي کا راجه کس قسم کا آدمي هے - کبي نے اِن پُر معني لفظوں میں جواب دیا، جو در حقیقت درست بھي تھا :—

"جس قدر قد و قامت کا یه میرا سیوک هے، ویساهي دهلی کا راجه هے - وه ایك بهادر چوهان هے - تقدیر کی نیرنگیوں کی اسے ذرا بھی پروا نهیں، اور موت کو سامنے دیکھه کر هنس دیتا هے" - جے چند نے مناسب احترام سے اُنهیں ان کي جائے قیام پر بھیج دیا، جو ایك باغ میں تھي -

نامہ و پیام

باغ میں ایک مچھلیوں کا حوض تھا - کبي کا بیان ھے ' کہ دھلي کا مہاراجہ اس قدر فیاض تھا ' کہ اس نے مچھلیوں کے پیٹ بھرنے کے لئے اپنے ھار کے موتي اُن کے سامنے پھینك دئے - سنجوگتا نے یہ واقعہ دریچے میں سے دیکھہ لیا ' اور مفروضہ مفرور خادمہ کے ھاتھہ موتیوں کا ایك طلائي تھال لبالب بھر کر دھیجا - اس طرح طالب و مطلوب میں پیام و سلام کا سلسلہ اور رشتہ الفت قائم ھوگیا -

راجپوت کي دعوت مقاومت

دوسرے دن صبح کے وقت جےچند نے چند بردے کو بہت سے تحائف دے کر رخصت کیا ' جو ایك عظیم‌الشان مہاراجہ کي شان کے شایاں تھے ' یعني مرجان ' موتیوں اور جواھرات کي لڑیاں ' " شال ' دوشالے ' رومال اور مرصع خلعت ' پگڑي ' کلغي اور انگوٹھي ' تیس ھاتھي اور دو سو راھوار " - پرتھوي راج نے ملازم کي حیثیت سے پان کا بیڑا تیار کیا - کہنے کو تو یہ مہاراجہ قنوج کي عنایات پر بطور شکریہ پیش کیا گیا تھا ' لیکن اس میں ایك گھرا رمز بھي پنھاں

تھا - اُس نے بیڑے میں پان کے پانچ پتے رکھے' اور اِس طرح گویا ایک راجپوت کی طرف سے دوسرے راجپوت کو مقابلہ کی دعوت دی گئی - اس کے علاوہ پرتھوی راج نے اپنے مطلب کی مزید وضاحت کے لئے جےچند کا ھاتھہ اِس زور سے دبایا' کہ اُس کے ناخنوں سے خون بہ نکلا - اب راز تو کھل ھی گیا تھا' اعلان جنگ ھوگیا - راتھور بہادروں کو جمع کرنے کے لئے طبل جنگ پر چوب پڑی - فرمان جاری ھوگیا' کہ دھلی والوں میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جانے پائے' سب کو تہ تیغ کردو -

طالب و مطلوب کی ملاقات

سنجوگتا نے اپنے جواھر و زیورات جمع کئے' اور شاھانہ لباس زیب بدن کرلیا - پھر کسی نہ کسی طرح پرتھوی راج کے پاس جا پہنچی - ھاتھہ میں طلائی عود دان لیکر پرتھوی راج کے سرکے گرد پھرایا' کہ نظر بد سے محفوظ رھے - پھر اس کے چہرے کو پھولوں کی پنکھیا سے ھوا کرکے اپنی نسوانی عقیدت و وفاداری کا تحفہ پیش کیا' اور پان کا ایک نفیس بیڑا دے کر محبت کا پیمان باندھا - لیکن ساتھہ ھی اسے خبردار بھی کردیا' کہ " جےچند کے پاس ایک جرار

لشکر ھے ' اور تیرے ساتھہ اس وقت گنتی کے بہادر ھیں ''۔ پرتھوي راج نے جواب دیا ' '' گل شیربدن من ' کچھہ خوف نہ کھا ' اگرچہ میرے ساتھہ بہت تھوڑے آدمي ھیں ' لیکن میري یہ تیغ جوھردار اس لشکر جرار میں سے راستہ نکال کر تجھے دھلي کے راج محل میں پہنچا دے گی '' ۔ اب راجکماری پالکي میں سوار ھو کر اس کے ساتھہ بھاگ جانے کے لئے تیار ھوگئي ۔ پرتھوی راج نے قنوج سے شمال کي جانب چھہ میل کے فاصلے پر جا کر ڈیرے ڈال دئے ' اور بادرفتار ھرکارہ دھلي روانہ کیا ' کہ میرے لشکر کے جري بہادروں کو لے آؤ ' تاکہ وہ قنوج کے راتھوروں سے لڑتے بھڑتے راجکماری کو دھلي لے چلیں ۔ چنانچہ ایك سو سولہ سور بیر اپنے مہاراجہ پر جان نثار کرنے کے لئے آموجود ھوئے ۔ اُن کے پہنچتے ھی پرتھوی راج نے اپنے آدمیوں میں سے ایك کو بھیجا ' کہ راتھوروں کو جنگ پر آکسائیے ' اور اس طرح راجکماري کي پالکی کے لئے جنگ کی جائے ۔

دلھن کے لئے جنگ

دونوں طرف کے بہادر خوشي خوشي شریك جنگ ھوئے ۔ نرسنگھے پھونکے گئے ' تلواریں بے نیام ھو کر چکا چوند کرنے

لگیں- وہ گھمسان کا رن بڑا، کہ دوست دشمن کی تمیز جاتي رهي- دن بھر هنگامۂ قتل بپا رها- "اُس روز انھوں نے اس وقت تك خونریزی سے هاتھہ نہ کھینچا، جب تك سر بر ستارے نہ چمکنے لگے"- جےچند نے حکم دیا، کہ راجکماري کی پالکي میدان میں لارکھو، تاکہ جسے فتح نصیب هو، وہ پالکي اُٹھالے جائے - اس کا مقصد یہ تھا، کہ پرتھوي راج خود میدان میں آجائے اور میں اُسے قتل کرواڈالوں - چوهان بہادروں نے للکار کر کہا، "پالکي یہاں رکھدو، اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو" - ادھر سے راٹھور دلاوروں نے جواب دیا، "جي - کیوں نہیں ذرا وہ پالکي کو دھلي لے جانے والے راجپوت سور بیر سامنے تو آئیں" هر ایك بہادر نے دو دو تلواریں سنبھال لیں، اور دونوں طرف کے بہادر موت کو کھیل سمجھہ کر مصروف کارزار هوگئے - پالکي خون سے اسي طرح سرخ هوگئي جیسے دلھن کے پاؤں حنا سے هو رهے تھے - نیزوں اور تیر و کمان سے بھي کام لیا گیا - لیکن چوهانوں کا پلہ بھاري رها، اور پالکي پانچ کوس آؤر دھلي کي جانب چلي -

دلھن دھلي پہنچتي ھے

لیکن قنوج والوں نے بھي حي نہ چھوڑا، رات دن برابر لڑتے لڑاتے چلتے رهے - پالکي کبھی تھوڑي دور دھلي

کی طرف آجاتي اور کبھي قنوج کي جانب چلي جاتي - لیکن بحیثیت مجموعي یہ دھلي سے قریب تر ھوتي جاتي تھي - سوروں کے گھات پر گنگا پار جاتے وقت ایك اور گھمسان کا معرکہ ھوا - دونوں جانب کے منتخب بہادر ھاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں لئے ایك کے مقابل ایك آکر مردانگي کے جوھر دکھانے لگے' لیکن اب بھي میدان چوھانوں ھي کے ھاتھہ رھا' اور قنوج کي صفیں خالي ھوتی گئیں - خاص دھلي کے پھاٹك کے سامنے جو آخري معرکہ ھوا' اس میں راتھور فوج کے بچے کُھچے سپاھي بھي کام آگئے - جوش مسرت میں چند بردے اور پرتھوي راج نے خود پالکي اٹھالي' اور خوش خوش شہر میں داخل ھوئے - چند بردے جےچند کو مخاطب کرکے بولا' "اگر تیرے تمام سپاھي کام آگئے' تو پرتھوي راج کي بھي یہي حالت ھے' اس لئے اب جنگ بیسود ھے' امن سے گھر جا" - یہ ھے اُس داستان کا انجام جس سے ظاھر ھوتا ھے' کہ راجپوت سور بیر کس طرح ڈلھن حاصل کیا کرتے تھے* -

شیخ بُرھان راجپوتانہ میں

اس بدبخت زمانہ میں ھم ھندو مسلم مناقشات کے اس قدر عادي ھوچکے ھیں' کہ اُن بھلے دنوں کي یاد نہایت

* آلھا کھنڈ - صفحہ ۳۹ لغایت ۵۲ -

خوشگوار معلوم هوتي هے، جبکه راجپوتوں کے ایک بہت بڑے طبقه میں ایک مسلمان درویش کي قریبا پرستش هورهي تهي، اور وه راجپوتانه میں دس هزار مربع میل رقبه کے ایک وسیع علاقے کا هیرو بن گیا تها، حتی که کل علاقه بهی اسي کے نام سے موسوم هوگیا - جےپور کے مرزا راجه (۱۶۲۵ع لغایت ۱۶۶۷ع) کے نام سے هم بخوبي واقف هیں، لیکن اس وقت میں ایک راجپوت "شیخ جي" کا ذکر کررها هوں، جو موکل جي کا فرزند تها - موکل جي الور اور بیکانیر کے درمیان اُس علاقے کا راجپوت حکمران تها، جو بعد میں شیخاوتي کے نام سے موسوم هوا - یه چودهویں صدی کے اواخر میں گزرا هے - اُنهیں دنوں ایک پرهیزگار مسلم مبلّغ شیخ برهان نے راجپوتوں کے دل و دماغ پر ایسا سکه بٹهایا، که وه اسے معجزات پر بهي قادر سمجهنے لگے - موکل نے شیخ سے ایک بیٹے کے لئے بنتي کي، اور جب اس کے گهر لڑکا پیدا هوگیا، تو اس کا نام "شیخ جي" رکها گیا - شیخ برهان کا مقبره وهاں اب تک مرجع خاص و عام هے، اور شیخاوت راجپوتوں کے زرد جهنڈے کے اوپر درویش کا نیلا پهریرا لهراتا هے - اسي درویش سے اظهار عقیدت کے طور پر شیخاوت راجپوت جنگلي سور کا شکار بهي نهیں کرتے* -

---

*ٹاڈ - جلد ۳ - صفحه ۱۳۷۸ لغایت ۱۳۸۲ -

دهلي كا ايك كتبه

اُن كتبوں ميں سے جو سلاطين دهلي كے عهد حكومت پر روشني ڈالتے هيں، ميں آپ كو صرف ايك كتبه كي جانب توجه دلاؤنگا - يه پالم كا كتبه قلعه دهلی ميں آثار قديمه كی عجائب گاه ميں موجود هے - يه ايك گاؤں كے كوئيں ميں نصب تها، جو موجوده دهلي (شاهجهاں آباد) سے صرف باره ميل كے فاصله پر واقع هے - اس كي زبان سنسكرت هے، البته آخري حصه ايك مقامی زبان ميں هے، جو هريانه ميں بولي جاني تهي - يه كتبه غائر اور نقادانه مطالعه كا مستحق هے - اس پر سمّت ۱۳۳۷ بكرمي (مطابق سنه ۱۲۸۰-۸۱ع) درج هے، جبكه دهلي كے تخت پر سلطان غياث‌الدين بلبن جلوه افروز تها - سنسكرت تحرير ميں دهلي كو "ڈهلّي" اور مقامي زبان ميں "ڈهلي" لكها گيا هے - اس سے شهر دهلي كے ابتدائي نام پر كچهه روشنی پڑتي هے - ليكن اِس كتبه كي حقيقی اهميت اُن خيالات ميں هے، جن كا اظهار پنڈت يوگيشور اور اس كے زير اثر لوگوں نے ملك كے مسلمان حكمرانوں كے متعلق كيا هے - اس ميں مسلمان حكمرانوں كو شاكاراجے لكها گيا هے، اور اِن كے عهد حكومت كا تذكره

شہاب الدین غوری سے ابتدا کر کے قطب الدین (ایبک)، شمس الدین (التمش) اور رضیہ بیگم کے عہد سلطنت کو شامل کرتے ہوئے وقت کے موجودہ حکمران پر ختم کیا ہے۔ رضیہ بیگم کے نام کی بجائے صرف ان کا لقب جلال الدین مرقوم ہے۔ چونکہ بلبن بر سر حکومت آنے سے پہلے اپنے پیشرو کا وزیر تھا، اس لئے دونوں کے عہد سلطنت کی بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ حکمران کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:—

"وہ بادشاہ جس کی شاندار اور قابل تعریف حکومت میں تمام ملک مطمئن اور قانع ہے۔ بنگال کے گو شہر سے افغانستان کے شہر غزنہ تک اور دکن میں دراوڑ علاقہ اور رامیشور تک ہر جگہ ملک اس طرح منور ہو رہا ہے، جیسے درختوں کی خوبصورتی سے موسم بہار میں زمین مزیّن ہو جاتی ہے۔ اور اس بادشاہ کی خدمت میں جو متعدد راجے آتے جاتے ہیں، اُن کے مکٹوں سے گرے ہوئے جواہرات کی چمک دمک پھیل جانے سے سارا ملک جگمگا رہا ہے"۔

فوجوں کی قوت اور نقل و حرکت کے متعلق لکھا ہے، کہ گنگا کے دھانے سے سندھ کے دھانے تک بحر تا بحر تمام

ملک پر حاوي تهیں، اور ان کي بدولت هر شخص امن و سلامتي سے دن بسر کر رها تها - رساله کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا هے - مدح گو کهتا هے، که "جب سے اِس سلطان ذي شان نے دنیا کا بوجهه اپنے کندهوں پر لے لیا هے، دنیا کو سهارا رکهنے والے شیش ناگ دهرتی کے بوجهه سے سبکدوش هو بیٹهے هیں......... اور وشنو بهگوان جهاں کی نگهبادي کا خیال چهوڑ کر اطمنان سے دُودهه کے سمندر پر محو استراحت هیں" - آگے چل کر یه کتبه بتاتا هے، که "اس سلطان کے عهد معدلت مهد میں، جو سیکڑوں عالي شان شهروں کا والي هے، دهلّي کا دلفریب شهر خوشحال اور فارغ البال هے - یه شهر دهرتي ماتا کي طرح بے شمار جواهرات کا خزانه هے، سؤرگ دهام کی طرح عیش و مسرت کا ٹهکانه هے، پاتال کي مانند شهزور ڈئیتوں کا مسکن هے، اور مایا کی طرح دلکش و دلفریب هے" - جس ٹهاکر نے یه با فراط میٹهے پاني کا کنواں بنوایا تها، اس کا کچهه ذاتی حال بهي مرقوم هے - اس کي تین بیویاں تهیں، سات لڑکے اور چار لڑکیاں - اس نے متعدد وسیع آرام گاهیں تعمیر کروائي تهیں، جو غالباً شاهراه اعظم پر تهیں* -

---

*کتبات اسلامیۂ هند - جلد سنه ١٣-١٩١٣ع صفحه ٣٥ لغایت ٣٥ -

ابن بطوطه کا بیان

مغرب‌الاقصاء کا سیاح ابن بطوطه سنه ۱۳۳۳ع سے
سنه ۱۳۴۶ع تك هندوستان میں رها - اس نے هندوستان کي
جو تصویر الفاظ میں کهینچي هے، وه بهت مفصل اور
دلکش هے - چونکه میں نے ایك اور کتاب* میں اسے تفصیل سے
بیان کر دیا هے، اس لئے اب یہاں دهرانے کی ضرورت نهیں
سمجهتا - بلکه اس کے صرف چند دلچسپ مقامات کا ذکر
کرونگا، اور اس کے بعد آپ کو اس تصویر پر توجه دلاؤنگا،
جو همارے لئے امیر خسروؒ نے کهینچي هے - ابن بطوطه کے
بیان سے معلوم هوتا هے، که هندوستان اور ملك قبچاق
(متصل بحیره ازاف) کے درمیان گهوڑوں کي تجارت خوب
رونق پر تهي، اور یه دونوں ملکوں میں اقتصادي تعلقات
کا ایك ذریعه تهي - ملك قبچاق میں ایك اچها گهوڑا
قریبا چار روپے کو مل جاتا تها، لیکن هندوستان میں اس کي
قیمت ایك سو سے دو هزار روپیه تك پڑ جاتي تهی† - بڑے
بڑے قافلے جن میں سے هر ایك چهه هزار گهوڑوں پر مشتمل
هوتا تها، دره گومل راستے وارد هندوستان هوتے تهے، اور

---

*تین مسافر - صفحه ۳۲ لغایت ۶۲ -
†بطوطه - جلد ۲ - صفحه ۳۷۱ لغایت ۳۷۴ -

اور سرحد پر شہر ملتان ان کے لئے سب سے بڑي تجارتی منڈي تھی - ڈاك کا انتظام اچھا تھا، اور دور دراز مقامات سے دار السلطنت تك بلاناغہ اور جلد خبریں پہنچ جاتي تھیں* - خطۂ سندھ میں دریاے سندھ پر کشتیوں کے ایك خاصے بیڑے کا مستقل انتظام تھا† - سلطان (محمد شاہ تغلق) اپنے دارالخلافہ دھلی میں خوب شان و شوکت سے جلوہ افروز تھا - وہ انعام و اکرام دینے میں بڑي فراخدلی سے کام لیتا تھا‡ - اس کی والدہ نے بھی خیرات کا وسیع سلسلہ قائم کر رکھا تھا، اور غربا کے لئے خیرات خانے اور وقف مقرر کر دئے تھے - مالی لحاظ سے سلطان کا طرز عمل یہ تھا، کہ جہاں تك ممکن ہو، تجارتی محصول موقوف کر دئے جائیں، اور اس طرح تجارت کو ترقی دي جائے§ - دریائے سندھ کے دھانے اور ساحل کاتھیاواڑ کی وسیع بندر گاھوں کی معرفت اور جنوب میں ساحل مالابار کی بندر گاھوں سے بڑے وسیع پیمانے پر بحري تجارت ہوتی تھی - کھمبایت ایك خوبصورت اور خوشحال شہر تھا، اور حبشی لوگ اپنی

---

*بطوطہ جلد ۳ - صفحہ ۹۵ و ۹۶ -

†بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۱۰۹ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۳۶ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۸۸ -

بلحري مهمات کے لحاظ سے اس وقت بھی ویسے ہی ممتاز تھے*
جیسے اس کے بعد مغلوں کے عہد میں نظر آتے تھے - ساحل
مالابار کی بندرگاہوں پر چینی جہازوں کی (جن کو جنک
کہتے ہیں) آمد و رفت پائی جاتی تھی† - بنگال میں اگرچہ
سیاسی حالت اطمینان بخش نہ تھی، لیکن یہ ارزانی اور
فراوانی کا خِطّہ تھا - ملک میں طاعون نے بھی ڈیرے ڈال
رکھے تھے‡ - قحط سالی میں قحط زدگان کی امداد کرنے
کے لئے معقول انتظام تھا - سرکاري عہدہ دار فہرستیں تیار
کرتے تھے، اور شہروں میں باقاعدہ امداد بہم پہنچانے کے
لئے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا -
بوڑھا ہو یا بچہ، آزاد ہو یا غلام، ہر قابل امداد شخص کو
سرکاري غلہ خانہ سے ایک سیر غلہ روزانہ دیا جاتا تھا§ -

امیر خسروؒ کے زمانے کي دهلي

امیرخسروؒ (سنہ ۱۲۵۳ لغایت ۱۳۲۵ع) نے دربار اور حکمران
جماعتوں کے ادبي حلقوں کي معاشرتي زندگی کا جو نقشہ

---

* بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۵ لغایت ۶۵ -
† بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۹۱ -
‡ بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۳۳۴ -
§ بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۰ -

کھینچا ھے' اُس میں بہت سے دلچسپ پہلو ھیں' لیکن
سادھہ ھي زوال و انحطاط کے آثار بھي نظر آتے ھیں - دلکش
پہلوؤں میں فراخدلانہ مہمانداري' آرائش و زیبائش'
فنون لطیفہ کے شوق و شغف اور اھل علم وفضل کي قدر و
منزلت کا ذکر کیا جاسکتا ھے - تصویر کا دوسرا رخ باھمي
رشك و حسد' سخت ترین سزاؤں' تخت کي وراثت کے متعلق
عدم اعتماد' عشرت پسندی' انتہا کي شرابنوشي' عیاشی
اور احلاقي پستي میں نظر آتا ھے - شمال مغرب سے منگول
حملے بہت بڑی حد تك معاشرتي اور سیاسي زندگي کي
بنیادیں کمزور کرنے کا باعث ھوئے - خسروؒ کچھہ عرصہ
منگول لوگوں کي قید میں رہ چکے تھے' اور ان کا ذکر
انھوں نے کچھہ مذمت آمیز الفاظ میں کیا ھے - لکھتے ھیں'
کہ یہ لوگ پولادتن و پنبہ پوش تھے' ان کي چھوٹي چھوٹي
نیلگوں آنکھیں چپٹي ناکیں' کشادہ نتھنے' چوڑے
چکلے چہرے' کُچیا ڈاڑھیاں اور لمبي لمبي مونچھیں ان
کي سخت و درشت گرگ فطرتي کے ظاھري آثار تھے* - خسرو
جس شہر دھلي کا بیان کر رھے ھیں' وہ شرقاً غرباً دریا سے
پہاڑیوں تك اور جنوباً شمالاً (قطب کے نزدیك) لال کوت سے اس

*قران السعدین - تمہید صفحہ ۳۴ لغایت ۳۸ - متن صفحہ ۹۱ لغایت ۹۰-

مقام تك پھیلا ھوا تھا ' جہاں بعد میں فیروزآباد تعمیر ھوا - شہر کي سب سے بڑي تین تعمیرات جامع مسجد ' ماذنہ اور وسیع سرکاري ذخیرۂ آب تھیں ' جس سے شہر میں صاف پاني بہم پہنچایا جاتا تھا - جامع مسجد میں ایك وسیع کھلا صحن تھا ' اور نو گنبد اور متعدد محرابدار ستون بنے ھوئے تھے - ماذنہ سے ان کي مراد غالباً قطب مینار ھے ' نہ کہ علائي مینار ' کیونکہ وہ کبھي پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا - امیر خسرو کہتے ھیں ' کہ اس ماذنہ کي نچلي منزلیں سنگ سرخ کي تھیں - سب سے اوپر کي ایك منزل سنگ مرمر کي تھی ' جس پر گنبد اور طلائي کلس بنا ھوا تھا - بعد میں اوپر کا حصہ بجلي گرنے سے خراب ھو گیا تھا (یہ فیروز تغلق کے عہد کا واقعہ ھے ' لیکن اُس نے اسے مرمت کروا دیا تھا) - سر کاري ذخیرۂ آب قطب مینار سے دو میل یا کچھہ زیادہ شمال کي جانب تھا - اس کے چاروں طرف پہاڑي زمین دیواروں کا کام دیتي تھي - مینھہ کا صاف پاني روك رکھنے کے لئے ڈھلوان کي جانب ایك بند بنا رکھا تھا - عین وسط میں ایك چبوترہ تھا ' جس پہ سیر و تفریح کے لئے ایك وسیع راؤٹي بني ھوئي تھي - دھلي والے اکثر اس راؤٹي میں بغرض تفریح آیا کرتے تھے ' اور جب انھیں شہر سے

باهر نکل کر تفریح و تفنن کی خواهش هوتي ' تو پهاڑیوں پر بهي ڈیرے ڈال دیا کرتے تهے* -

امیر خسرو کے باپ ترک تهے اور ماں راول راجپوت - آپ پٹیالہ میں پیدا هوئے تهے - باپ کا سایہ بچپن هی میں سر سے اُٹهہ گیا ' اور ماں کے اثر و تربیت نے انهیں مادرِ هند کا سپوت کہلانے کا مستحق بنا دیا ' جو اپنے هندوستاني هونے پر نازاں تها - اگرچہ امیر خسرو فارسي زبان میں لکهتے تهے ' لیکن هندي اور ترکي سے بهي بخوبي واقف تهے - انهوں نے اپني تصنیفات میں بہت سے هندي الفاظ استعمال کئے هیں -

مارکو پولو جنوبي هند میں

معلوم هوتاهے ' کہ تیرهویں اور چودهویں صدي عیسوی میں جنوبي هند کا طرز زندگي شمالي هند سے بہت مختلف تها - جنوبي هند کے لوگ کپڑا برائے نام هي پہنتے تهے ' لیکن سونے چاندي ' موتیوں اور جواهرات کے زیوروں سے لدے پهندے رهتے تهے† - مشرق و مغرب دونوں جانب کے طویل ساحل بحر پر مختلف قوموں کے جہاز کثرت سے آتے

---

* قران السعدین - متن صفحہ ۲۸ لغایت ۳۷ -

† مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۲۷۵ -

جاتے رهتے تھے - ان میں سے زیادہ تر چینیوں اور مسلمانان عرب و ایران کے هوتے تھے - تنجور کے ارد گرد کے علاقہ میں اکثر بارونق بندرگاهیں تھیں' اور نیگاپٹم کے قریب چینی طرز تعمیر کا ایک مندر چینیوں کی موجودگی اور ان کے اثر کا شاهد هے* - گھوڑوں کی تجارت جنوبی هند میں سمندر کے راستے اور زیادہ تر عرب اور خلیج فارس کی بندرگاهوں کے ساتھ هوتی تھی- جنوبی هند میں ایک هی سلطنت میں هرسال دوهزار گھوڑے سمندر کے راستے باهر سے آیا کرتے تھے†- شمالی هند میں گھوڑوں کی بڑی تجارت جس قدر ترقی پر تھی' اس کا ذکر پہلے هوچکا هے - قبچاقی گھوڑے عموما بھاری بھرکم هوتے تھے' بخلاف ان کے جو گھوڑے عرب اور خلیج سے آتے تھے' وہ نسبتاً هلکے پھلکے اور تیز رفتار هوتے تھے - جزیرہ لنکا میں فوجی سپاهی قریباً سب کے سب غیر ملکی مسلمان تھے - مارکوپولو نے انھیں ''سارأسن'' (شارقین) لکھاهے - جنوبی هند میں جوگیوں کی کثرت تھی - یہ بڑے پرهیزگار تھے' لیکن جو خوراک کھاتے تھے' وہ اچھی قسم کی هوتی تھی' اور یہ خوراک عموما دودھ چاول پر مشتمل هوتی تھی' هر مهینے میں دوبار یہ لوگ

---

*مارکوپولو - جلد ۲- صفحہ ۲۷۲ -

†مارکوپولو - جلد - ۲ - صفحہ ۲۸۳ -

ایک تیز عرق پیا کرتے تھے، جس کی نسبت عام خیال یہ تھا، کہ اس سے ان کی عمر بڑھہ جاتی ھے - مارکوپولو کا خیال تھا، کہ یہ عرق گندھک اور پارہ کا مرکب ھے* - لیکن ممکن ھے، کہ یہ دراصل بھنگ سے تیار کیا جاتا ھو - یہ لوگ بالکل ننگے دھڑنگے پھرا کرتے تھے، اور جسم پر گائے کے گوبر کی راکھہ مل لیتے تھے - ان کا دعوی تھا، کہ ھم بہت لمبی لمبی عمریں پاتے ھیں، اور ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق عام لوگوں کا اعتقاد تھا، کہ یہ جوگی معجزات پر قادر ھیں† - کھانا کھانے میں یہ لوگ تھالی اور کٹورہ کے بجائے پتّے استعمال کیا کرتے تھے - مارکوپولو کہتا ھے، کہ یہ لوگ بڑے سنگدل، مکار اور بےوفا تھے، اور ان کے مقابلے میں مغربی ساحل کے تاجروں کے متعلق لکھتا ھے، کہ وہ بہت ھی صادق القول تھے‡ -

معاشرتی عدم مساوات کے ازالہ کی کوششیں

اس دور میں تین بڑے زبردست اور ذی استحکام بادشاہ گزرے ھیں - (۱) علاءالدین خلجی (۱۲۹۵ع لغایت ۱۳۱۶ع)،

---

*مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۰ -
†بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۳۳ اور مابعد -
‡مارکو پولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۲ و ۲۹۹ -

(۲) محمد شاہ تغلق (۱۳۲۵ع لغایت ۱۳۵۱ع) (۳) فیروز شاہ تغلق (۱۳۵۱ ع لغایت ۱۳۸۸ع) - ان کے عہد حکومت میں بہت سے اقتصادي تجربے کئے گئے - علاءالدین نے کسي قدر اشتراکیت پیدا کرنے کي کوشش کي - اس نے غرور و تکبر اور سرمایہداري کا قلع قمع کرنے کے لئے جاگیریں ضبط کرلیں اور امیر غریب سب کو ایك سطح پر کر دیا - اشیائے خوردني کي ارزاني کے لئے نرخ مقرر کر دئے٬ اور بار برداري کو بھي باقاعدہ اور منظم کیا٬ بلکہ اسے حکومت کے ماتحت لانے کي کوشش کي - ان احکام کي خلاف ورزي کرنے والوں کے لئے اس نے سخت سے سخت سزائیں مقرر کیں - اگرچہ ضیاءالدین برني نے ان احکام کي بے حد تعریف کي ہے٬ لیکن یہ امر مشتبہہ ہے٬ کہ جس بد بختي اور مصیبت کا یہ قلع قمع کیا چاہتا تھا٬ آیا وہ واقعي دُور ہوگئي یا اس میں اَور بھي اضافہ ہوگیا - اور اس میں تو ذرا بھي شك نہیں٬ کہ ان تمام احکام و قوانین کا اس کي موت کے ساتھہ ہي خاتمہ ہوگیا - اصل میں اس نے ناداري کا ازالہ کرنے کي بجائے مال و دولت٬ صنعت و حرفت اور پیداوار کے ذرائع مسدود کر دئے - شرابنوشي کي کلي ممانعت کے متعلق اس کے احکام کسي وقت بھي حسب دلخواہ مؤثر ثابت نہیں ہوئے* -

*ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۱۹۲ - لغایت ۱۹۷ -

سکّوں کے متعلق اصلاحات

پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ محمد شاہ تغلق نے چنگی اور معابر وغیرہ کے مختلف محصول موقوف کر کے تجارت کو ترقی دینے کی کوشش کی تھی - ٹکسال اور سِکّوں کے متعلق اس کی مساعی تعریف و تحسین کی مستحق ہیں - اس کے سِکّے شکل و صورت اور ساخت اور کاریگری کے لحاظ سے اس امر کے شاہد ہیں، کہ ان پر خاص توجہ مبذول ہوئی تھی - اس کے ۱۹۹ گرین وزن کے گول طلائی دینار کے کناروں پر نمایاں لکیریں بنائی جاتی تھیں، تا کہ دغا باز لوگ اسے ریتی سے رگڑ کر سونا حاصل نہ کر سکیں - نقرئی تنکہ میں (جو ۶۴ جیتل کا ہوتا تھا) ۱۷۵ گرین خالص چاندی ڈالنے کے معیار پر عمل ہونے لگا - اس لحاظ سے تنکہ اور آج کل کے روپیہ میں جس کا مجموعی وزن معہ آمیزش کے ۱۸۰ گرین ہے، کچھہ زیادہ فرق نہ تھا - اسی معیار پر تنکہ کی مختلف کسروں کی قیمت کے سِکّے بھی بنائے گئے - اس نے سُن رکھا تھا، کہ اس زمانے میں چین اور ایران میں "معیاری" سکوں کے علاوہ "علامتی" چلن (token currency) بھی بنائے جارہے ہیں - چنانچہ اس

نے مختلف مقدار کي خام دھاتوں کی آمیزش سے یہي کام لینے کي کوشش کی - لیکن جب اسے معلوم ہوا' کہ اس طرح بازار میں سکوں کی قدر و قیمت گھٹ رہي ہے' تو یہ خیال ترك کردیا - اُس زمانے میں سونے اور چاندی کي مروجہ باہمي نسبت غالباً آتھہ اور ایك یا سات اور ایك کي تھي - اس کے مقابلے میں آج کل ان دھاتوں میں بائیس یا تیئس اور ایك کي نسبت ہے - اُن دنوں دکن سے زرکثیر حاصل ہونے کے باعث شاہی خزانے میں سونے کي ریل پیل تھي*-

مسلئہ بیکاري کے متعلق حکومت کی مساعی

فیروز شاہ تغلق نے اپني رعیت کے مسلئہ بیکاري کو حل کرنے کے لئے ایك لائحہ عمل تیار کیا تھا - بدقسمتي سے ہمیں اس کی بہت کم تفصیلات معلوم ہیں - شہر کے تمام بیکار آدمیوں کو بادشاہ کي خدمت میں حاضر کئے جانے کا حکم تھا' اور انھیں حسب قابلیت کام دیا جاتا تھا - اہل قلم کو سرکاري دفاتر میں نوشت و خواند کا کام ملجاتا تھا' اور جن لوگوں میں تجارت کے متعلق کچھہ سمجھہ

*ٹامس - صفحہ ۲۱۷ لغایت ۲۶۱ -

بوجھہ نظر آتی تھی، انھیں خان جہاں کے سپرد کیا جاتا تھا - خان موصوف کے ماتحت غالباً رسد و دستکاری کے محکمے تھے - ان کا تعلق مختلف صیغوں سے تھا، مثلاً باورچی خانے، تازی خانے، شمع سازی اور پانی گرم کرنے کے صیغے وغیرہ - ان محکموں کے سالانہ اخراجات تین لاکھ بیس ہزار روپیہ کی رقم کے ہوتے تھے - اُس وقت ایک روپیہ میں آج کل کی نسبت کئی گنا زیادہ چیز مل جاتی تھی - اس کے علاوہ توشہ خانہ اور فراشی کے صیغے بھی قائم تھے - اگر کوئی شخص کسی خاص امیر کی خدمت میں رہنے کا خواہشمند ہوتا، تو اسے وہیں ملازمت دلا دی جاتی تھی* -

خیراتی امداد اور تعمیرات عامہ

مزید برآں ایک "دیوان خیرات" بھی تھا - شفا خانہ یا صحت خانہ میں نہ صرف بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا، بلکہ ان کے کھانے پینے کے اخراجات کا کفیل بھی سرکاری خزانہ ہوتا تھا† - یہ سب کچھ تھا، لیکن فیروز شاہ کی دوامی شہرت کا سب سے بڑا

---

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۵۵ لغایت ۳۵۷ -

†ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۶۱

باعث اس کی تعمیرات عامہ ہیں - اس نے نہ صرف خود بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروائیں، بلکہ اس سلسلے میں ایک ایسا کام بھی کیا، جس کی مثالیں ہندوستان میں کمیاب ہیں - یعنی وہ اپنے پیشرووں کے وقت کی تعمیرات کی مرمت کو ایسا اہم اور مذہبی فرض سمجھتا تھا - اس نے بہت سے شہر، قلعے، اور محل، آبپاشی کے بند، مساجد و مقابر، مدرسے اور سرائیں بنوائیں - باغ لگوائے، نہریں کھدوائیں، اور کئی پل تعمیر کروائے* - اس نے نہروں کا دوہرا سلسلہ قائم کیا، - اور اس طرح اپنے نئے شہر حصار فیروزہ کے لئے (جو اب حصار کہلاتا ہے، اور اسی نام کے ضلع کا صدر مقام ہے) ستلج اور جمنا سے پانی لے آیا - نہروں کی وجہ سے زراعت میں بڑی ترقی ہوئی، اور لوگوں کو میوہ‌جات پیدا کرنے کی ترغیب و تشویق ہوئی - ان نہروں کا کھوج اب بھی مل سکتا ہے، اور عہد انگلشیہ کی نہریں کھودتے وقت ان سے کسی قدر فائدہ بھی اٹھایا گیا ہے - اس زمانہ کے فقہا و علما سے بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد فیروز شاہ نے آبپاشی پر پانی کے محصول عاید کرنے کے طریقہ کی بھی ابتدا کی† -

---

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

†ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

خاتمہ

اب ہم ہند وسطی کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے چند پہلوؤں پر غور کرچکے ہیں - اگرچہ خوف طوالت اور تنگی وقت نے صرف جستہ جستہ مقامات پر سرسری نظر ڈالنے کی مہلت دی ہے، لیکن امید ہے، کہ کسی حد تک اس موضوع کے متعلق دلچسپی پیدا کرنے اور آپ کو اس امر کا یقین دلانے میں کامیابی ہوگئی ہوگی، کہ ہمارے عہد وسطی کی معاشرتی زندگی کے متعلق جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے، اس سے بہت زیادہ مصالحہ موجود ہے - ہمیں اس کا مطالعہ نسلی، فرقہ وارانہ اور مذہبی تعصب کی زنجیروں سے آزاد ہوکر نہایت انکسار اور فراخدلی سے کرنا چاہئے - اس طرح مطالعہ کرنے، اور پھر اس سے جو نتائج برآمد ہوں، خواہ وہ کیسے ہی قلیل کیوں نہ ہوں، انہیں ہندوستانی پڑھنے والے لوگوں کی خدمت میں پیش کرنے سے ہم قومی تعمیر کے کام کو بہت کچھ تقویت پہنچا سکتے ہیں، جس میں مستقبل کی تعمیر کے لئے ماضی سے مضبوط بنیادوں کا کام لینے کی اشد ضرورت ہوتی ہے -

---

انڈکس